

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ کتاب مجیدہ ہے کہ نماز کی نظر میں مانی کہ تبارہ بنی آدم سے خدین کو جو یابین کہ بعد سر کی جب اس عالم شہادت سے
 انکھ بند ہوئی تہہ پہر اوس عالم شہب بین کیا گزرتا ہے اور وہ کیا عالم ہوتا ہے اگرچہ بہشت اور دوزخ اور
 سکافانی اعمال اور جزا اور سزا اور قیامت کی خبریں متبعہ تار اور صبیح تمام احادیث اور آیات
 اور تفسیریں معروض اور لایحیہ ہیں مگر اس طرح تجلیہ ہر ظاہر میں کس کس کی نوکما ویا ہے ہندیا اور محبت الاسلام
 اور جاہ و فقر عزت و کسرت کا راجہ فانی الاثار میں انجی کا شفا سے وضع تر کما ہے کہ بعد کین روح ہے
 اس عالم شہادت میں ہر طرح اس حال انسان کو فطرتاً اور انی صورت غسل تہت اور کس کس کی سطر و کس کس
 اور یہاں ہی ہیں چیزیں کیستہ ہیں جو کہ قرآن مجید اور فطرتاً ہی انکی نشان دہی ہے اس سبب وہ خدایان
 و ان فیض شہدے کو بیان ہی ہوں بعد کس کس حالات اور معاشرات ماند و بود اہل بہشت اور اہل عذاب اور
 اور کس کس تہہ اور یاد و اور کس کس حجت و ذہنی کی کہ بیان میں کی اور جو کہ بیان کیا ہے انکی فطرتاً ہی انکی
 و خدیت ہر انسان کی ہر شخص کس کس نامنی یا انکی ہر سیرت سے و تہہ لکھ ہو تا و اور طبع انکی تصدیق
 کر کے ہیں خلاف اس کتاب سے کہ اس کتاب سے ہے



اس عالم دوزخی سے نفی و تہہ سلیمان نسی تو را بفرمے بیان کیا ہے اور فطرتاً ہی عالم شہادت میں انکی نشو و نما و انکی
 بشوات آیات قرآنی اور معانی ہر ہی امر بیان کر کے کہ انکی زندگی دنیا میں ہو و انکی فطرتاً ہی انکی
 بعد انکی فو قارہ جہان دوزخی سے عالم دوزخی کا مہر اور وہ عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً
 ہوا و انکی فو قارہ جہان دوزخی سے عالم دوزخی کا مہر اور وہ عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً
 کہ جو تہہ نکلتا ہے انکی فو قارہ جہان دوزخی سے عالم دوزخی کا مہر اور وہ عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً
 کہ جو تہہ نکلتا ہے انکی فو قارہ جہان دوزخی سے عالم دوزخی کا مہر اور وہ عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً
 کہ جو تہہ نکلتا ہے انکی فو قارہ جہان دوزخی سے عالم دوزخی کا مہر اور وہ عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً
 کہ جو تہہ نکلتا ہے انکی فو قارہ جہان دوزخی سے عالم دوزخی کا مہر اور وہ عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً
 کہ جو تہہ نکلتا ہے انکی فو قارہ جہان دوزخی سے عالم دوزخی کا مہر اور وہ عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً

۱۱ طبع نامی شہدے اول شہدے ہر کس کس عالم ہدایت ہے بہان انکی تہہ کہ وہ انکی فطرتاً

حالیہ کتاب اسرار غفلت اور وجہ تواتر و بار بار چہرے کی ازخسیر
اولاً اس کتاب اسرار غفلت کو وسطی انتباہ اور بیدار کرنے خدگان عالم غفلت نے لکھا ہے جس کی وجہ سے
جو ایسے مضمون کو تمام ہی آدم ہنگام فائدہ مند قرار دے سکتا ہے جو ایسا اور دلدار و مستحق الیہ ہیں لہذا صاحب
مطبوعہ اس کتاب کے فوراً مطلع سے نکلے ہو ایک روز میں سنت بدست بیچ ہوئی اس سبب سے جو کہ خدگان خدا
اس کے مضامین کا ہی ہونی پر کون ایسا نفع شیعہ جو کہ الیہ مضامین کی جو ایسی اور خواہشیں تھیں کہ
وہ وہ دل نہیں جس کو غم و تان چھو وہ آدمی نہیں جس کو عشق تباہ نہ کرے لہذا تمام شاہان اکابر و
تقاضا تحریر اور تقریرات میں کتب کے خدو غایت زیادہ گزرا خصوصاً صاحبان باب معنی کی کتاب
طالبان تمام طبیب کر کے زیادہ تر ہوئی ان میں سے اہل طبیب کو طبع کار راگزیر ہوئی کہ یہ کیا مازرین
دیکھ رہے ہیں اسی کی ہمت و روانہ دیکھ رہے ہیں کہ ان غفلت کا منہ نہ ہو کہ یہ کتاب عالم غفلت کا ہوا ہے
انہوں کو کہ اس کا بعد خالی کرنا اس کی غفلت کہ جس کا نام موت کہتا ہے جو کہ اس میں جہانسانی پر گذر ہو
اسی زندگی دنیا پر نظر کرنا کہ اسی انداز کا کہ اس کتاب کا خلیجی اور بین میں کی صورت و شکل
یہ کہ ہر روز و شب کے جوین میں ہیں ایک طرح حیوانی کہ تدریس بدن کی ہر سکتا نام اصطلاح اطباء میں
یہ اصطلاح اور تدریس بدن کی غذا کا ہضم کرنا اور سبب اس تمام اعضا بدن کو پہنچانا اور فیصلہ فاسخ کرنا
اور مرض کو دفع کرنا اور غذا اور قیاس اس کی غفلت کی اس میں حیوانی جو تعلق ہو اور یہ شرح حیوانی
ذی روح متحرک یا لا روح کیو سطہ سبب سے جس پر یہ شرح حکم روح الارواح تدریس کے ساتھ ساتھ ہی ہر سکتا نام
پس اس میں حیوانی کی بقا اسی ہم خالی کتاب دوسری روح انسانی ہے کہ عقل و فہم و فرست اور ان شعور
اور ذہن و نظر اور بصیرت اور سمع اور بصر اور حواس خمسہ میں روح انسانی سے تعلق کہتی ہیں اور کو فوٹا
کہ انی اور انہی کو کہ تدریس بدن تعلق نہیں اور ان کو کہ زندگی اور قیاس کا عنصر ہی نہیں ہے
نہیں تاجیہ اس کی عقل و فہم و فرست اور ان شعور و ذہن و فطرت و بصیرت کہ تدریس بدن کو فوٹا

چند که سبب حیوانات اور بیاثر کرکے بالا اور ذرا زنده ہونے کی طبعی حالت خواتین میں بخوبی نمودار ہو سکتا ہے
کہ ایک شخص کو اگر تمام خوش فہم کاغذوں میں لکھا ہو تو اس کا اور روح حیوانی طبعیت قدرہ بدن بخوبی تمام فہم عام
اور تہذیب بدن کرکے اور جس شخص کو عقل فہم فراموش اور لادراک عقل محض ہمراہ روح انسانی کو طرح طرح
خواب میں روح دراز اور سیرین ہفت قلیم کی کر رہی ہو اور اس روح حیوانی دربر بدن جدا پس بھی روح انسانی
ازلی اور اب بھی سکون فانی اور جسمانی سے عقل فہم اور لادراک بھی روح انسانی سے متعلق ہو رہا ہے
اور بعد جدا ہو کر فانی جسمانی سے سکون فانی اور جسمانی سے عقل فہم اور لادراک بھی روح انسانی سے متعلق ہو رہا ہے
ہر وقت موجود ہے جسے خواتین میں روح حیوانی سے جدا اور جسمانی سے جدا ہے کہ ہمراہ اپنی ہر طرح کی خواہش کے
اور بعد بداری کرکے وہ شخص اپنی یاد میں پس ان نور و جون کو سو اکیلا طیفہ روح خالی کا حامل ہے
ذات انسان کہ جدا ہو کر فانی و مین و روحانی مخصوص اسطرح حضرت ابو شہر کا نشانہ
اسی روح سے ہو اور یہی روح سجود ملائکہ کے کہ اگر نبودی ذات حق اندر وجود ملائکہ کی ملک و
سجود اس کی شرح درانی کہ کتاب معرفۃ الروح میں بعد جملہ کتب مرقوم ہے ایسی روح سے جو ہر فرد بشر
فصیحت غایت ہے اور اس کی یہ خبر ہے کہ تفسیر سورۃ الفتح فیہ میں روح خالی آخر جزو ۱۲ سورۃ
سجدہ کے ۱۴ آیتیں روح خالی سے ہر فرد بشر کو نصیب ہے انہیں بعد بدل جو کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہے
مِنْ اَمْرِ عَلٰی صَنْدِکَ اَمْرٌ عِبَادِیْ اَلْاٰخِرَہُ خَبْرٌ ۱۴ کوجہ ۱۴ آیتیں روح انسانی کو
فانی ہو کر عقل شعور اور روح جسمانی سے جدا ہو کر اپنی اسکی فہم و عقل شعور اور روح جسمانی سے جدا ہو کر
و فرج اور پشت و عہد اور عیدیں اس کا حال بعد جدا ہو کر فانی ہو کر اسکی کما ہی اور جو کہا ہے ان اللہ
کہ ساتھ عبارت علی میں کہا ہے کہ فہم و لادراک و کما ہر فرد بشر کو تعداد کو و شواہد اور اس کا عہد و
میں اس میں سے بیان کیا ہے کہ کئی تکلف ہر فرد بشر کو نصیب ہو سکتا ہے بلکہ انہوں نے فرمایا
کہ تکلف اس کا ملاحظہ کتاب کے متعلق کرتا ہے اس سے کہ یہ کتاب قبول دل کا فانی نظر کیف کا کمال

[illegible]

5/9/91

سُبْحَانَكَ اَعْلَمُ كُنَّا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

آمدن بر جان سخن خود ظاهر و تمام عالم و عالمیان را برین اتفاق است که انیمه عالم شهادت که عبارت از عالم نابوت است با همه شهادت چشم ظاهر همه عالم خواب است و انیمه رؤیت معاینه رای زمین چون رویا خواب است همین که چشم نشا و پیچ نبود و متعالیه این عالم غیب است ^{انیمه} عالم پیدا است همین که چشم نبیند ازین عالم خواب هیچ نبود پس بر خرد اعیان جانی را برین اتفاق و

مجلسه ۱۲۵

عقیده رائج است الاصول و ترمیمی خلقت این عالم خواب و بیداری و هویشیاری ای العالم کمال
نیز عقیده قلبی و صاحب دلان بچشم بصیرت کس و آنموده اند هر که دانست و دید از دل بنامه
و آنچه گاهی در عالم خودی از زبان کسی یا از راه برادر چون کسی تصدیق حیات فقر انباشته شود
که به خود هم باذنی و نامحی از همین مقام خم بیند که بسبب خلاف شریعت ظاهر و بین الیم شد
نوبت بقصر السلاخ رسید چون قادر علی الاطلاق کاتب قدرت بشری را بر وقت جان
کرده است که کل امر معین با و تائید از خداست که ظهور و اعلان و نشانی این همه است
این عالم شهادت و هویشیاری ای العالم عیب بین زمانه همین ابد و دنیا است تا به معنی الاکمال
کاشف غوامض اسرار الهی سرور و فیض و منافی و اوقف روضه عالم معنی و عالم صورت و عین عظم
کسرت بنام صیر عالم یا یا خالق صاحب و با بهر و اقامه و حکایت و تشریح و تفسیر و کلام
چگونه که از این عالم کاشف که در توفیق و کتب التبیان بطریق سیر و ریاضت و تائیدی بیان اوقات
سیاح رفیق و صاحب قریب حاصل انجاس را گذرید یا که بنوا و این زمانه بلا خطی نشان
و اندر دایم ای جنبای نشان کلم فیض و همین فیض بنایا بنایا بنایا و این زمانه نشان
از انظار بنامه و از عالم کمال بنیوتش که کمال انبیا و پیروان و انوار و انوار و انوار

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الله ورحمته وكرامته كيمي وقادر كه نياي ايراني خانه عالم سوره را غفلت نهاد و شايسته
بهاي اين عالم نيز غفلت است پس آنچه در سوره غفلت اين عالم و اسرار غفلت و كتمان و غفلت
الهي و زير غفلت بر خاطر پير ايراني وار و بشد آذر نيز خاطر خوشيار اين پير دل عالي ميگردد
بلكه براي ايجاد چشم ظاهر و عاينه اي آرد و اندكي گوشن ل و چشم بصيرت در كار نيز صاحب كمال

این رساله اسرار غفلت اسم با سبی اولی تر نمود پیدا است در هر کاری که اندک هم غفلت ادا می یابد
 بر همه مخور و بخلان کارهای این عالم غفلت که از هوشیاری بر همه مخورند تا اینکه هوشیاری را بدو دل هم
 بر رعایت حفظ و بقا این عالم غفلت با همه هوشیاریها ناگزیر غفلت بسر برده اند که گفته اند سر و کار
 که نظامش غفلت است به هوشیاریستین نه با دیگران است و هر که در ابتلا حال اندکی هم غفلت
 بکار برده هرگاه چیزی خستیدنیها ذات خود را از محبت و معاشرت غافلان عالم بگوید و بیابان برده
 تا مثل افلاطون و لقمان حکیم و دیگر حکمای الهی یا مثل حضرت اویس قرنی و به ساول و
 تنها گاه خود را ازین موج بساومت بر دو اگر درین کوهی با غفلت افتاد تا مثل ببر و در
 حال چشمت بریز خود را و هم غافلان این عالم غفلت را مبتلا کرد و چنانچه از حکایات اینها خود
 اکنون سخن درین بابی اند که اول صورتها غفلت این عالم غفلت بیدیده ظاهر مانده اند که نشود
 هزار گونه حکمتها و صلحتها و خوبیها که درین پرده غفلت مستتر اند ظاهر خطه کردنی است که بر دلها
 میکند غفلت چنان اگر نمی بود از عزمی بسر نمی شد پس اول صورتها که غفلت
 ملاحظه کرده شود که سخن امروز فرود اید نمی ماند اکثر اراده با می کنند که فردا این کار ضرور انجام
 باز چون فردا آن فراموش میکنم و هر چند فکر و خور میکنم که دیروز که کردم کار را برام فرزند است
 هرگز باراده خود و قصد خود بیاورنی آید و بروقت دیگر باراده بیاورنی آید یا اینکه شکر که خود گفته اند
 و خوب یاد دارم یا نام کسی از احباب که بواسطه شیناسم و یاد دارم بکسی وفات هر چند فکر و خور میکنم
 آن شخص را در دست گیر باراده خود بیاورنی آید که بزرگان آرم و بروقت و خود بخود باراده بیاور
 می آید چنانکه او را و وفایست که هر روز بلا ناغم و روزی باده اند و چنان وفات چنان و بهول ان
 میشود که بدون دیدن کتاب هرگز یاد نمی آید یا اینکه بعضی خطا کامل شخص را در عین معرفت فاحش چنان
 و بهول واقع شده است که اگر گفته اند مقصدی نرسد تا سازا ساز شود پس از آن چنان و بهول می آید

کمال تقاضا نمائند است دوم پشاده می آید که همه حرکات و سکون تمام اعضا با اختیار
 و اراده دل است که فرمانهای اعلیٰ بدن همین حضرت دل را نوشته اند و هر فعل
 با اختیار خود نموده اند و بقصد و اختیار خود کاری نتوانند کرد بلکه با اختیار و گیرایی بوده اند که
 مقادیر اعلیٰ ایشان اوست مضمون غنی و الٰهی نفس بیکی است که نایابترین مقام است که بنظر
 قل که اَلَا انْفُسُ نَفْسُ عَاوِلَاصْرَ الْاَلَمَاسْ لَدَلَهُ زیرا که اگر دل با اختیار خود بود
 تا هر وقت و هر حال امر فراموش شده را باراده و قصد خود را بشود است که چنانکه از دیگر اعضا
 باراده و اختیار خوبی تکلف کار با سبکی و اَذْکَرُ فَاکِیْسَ علیها در مقام سهو و فراموشی
 کار کرده خود را یاد نتواند کرد و همچنان قصد خود را بخشد و در فراموشی نتواند کرد و نیز نتواند که خیالی
 و تصور بکند و یادش آید یا بشود و آنرا باراده خود در دل آمدن ندارد و چنانچه که گاه
 در حالت و وقت خود چنین مضمون بر دل وارد شود که نظر بر مضمون است نه بر شاعری و فانی پائی
 این خانه دل جای تو باشد یقین که کن خانه خود صاف و در خانه کزین که کنی خانه تو اندک
 کند خود را صاف و صغیر و در خانه بچاره دین و آرایش خانه است در دست یک
 اَلَا انْفُسُ نَفْسُ عَاوِلَاصْرَ الْاَلَمَاسْ است مصداق برین و از جمیع جای است که تمام مناجات و حال
 بی اختیاری دل بی اختیار از دل برآمد که بی اختیاری دل ازین پیدا است و از زبان
 گفتن فقط کافیست که ذکر خدا به طوطی گویا هزاران درجه تنگتر از ما و کاف نیست
 لیکن من تکلف بوده ام و اگر جوان هم شدم پس کی تکلف شد مرا و شمول من هم شد
 واجب اندرین حکم قل که اَلَا انْفُسُ نَفْسُ عَاوِلَاصْرَ الْاَلَمَاسْ بود و بر انبیا چونکه حال انبیا با شبنم چنان نفس و
 در صورت کجا من لکجا ذکرش کجا به بانگ انگش که دل را اختیارش بوده است و خود به خود
 خود ساز و ادب خدایه ایکه نفس من کثرت را اختیار نموده است و با تو میگویم شنیدی ای مسیح و عیسی

نیست بر دل اختیارم هیچ و نفسی فی یک لک
 که چه بر اعضا بودنی اجمل دل را اختیار و یک دل اختیار می نیست اما اسطوره و قیام
 در وجود و در کون و در وجود دل کند تحریک اعضا یک و دل کجا پس چنانکه
 بقدر اختیار دل را اعضا کار میگیر و تو دل را زنده نگاه آنگاه تمام و یک شرح طلب است اندکی
 ازین وادی در کتاب باسمه الايمان تبیان معرفه الروح و معرفه النفس بقدر معرفه خود را
 سینما بر آورده اند فلیتأمل فیها اینجا که سخن ارغفت سیر و تفسیر و تفسیر ارغفت و فی
 دل که در کون و در کون شباهت نفس بشیر بوده است حاجت زیاده شرح و بیان از
 عیاست از نیمه بالاتر و دیگر خلقت ارواح بالانوار الیه است که لا روح حیوانی
 حیوانی که از روح بشیر و حیوانی خود یاد و خیال نبوده است که قبل از آمدن بشیر
 انسانی در کدام عالم بودند چه حال داشتند و چگونه زیاده و کمتری در اندیشه اند که قبل از
 بشیری در عالم و چگونه اسم بر همین قدر سمعی و غماز می شد که می نامیدند آن کوی و دلداری
 اینکه محض حال سمعی است اگر حال بودی زبان قال می شد می ع کان ماکه خبر شد
 خبرش باز نامیده درین عالم غفلت از حکایات و معانیات و طرق شوابع آن کوی و دلداری
 کمتر یاد دارند که چگونه در آن کوی و دلداری سمعی بودند و چه رنگ و چه صورت و چه نقشه آن کوی
 و دلداری بود که کسی را درین بزم سماع دهند که داری به پیش در دهند اگر هر
 کس درین بزم می کشی به نخست اسب باز آمدن بی کسی به هیچو با خبر اگر بعد خبر داری و هر
 هم درین قالب انسانی زنده و نشسته اگر گوی و بیایان خود را بدزد و با جری شما خود را بسا
 برواگر و درین باب غفلت اندازد و خود را همه کارهای عالم غفلت و آفتاب شریعت را بر نه
 و بدو انگلی غفلت خیال کند بالاند که درین مرتبه به پیشی بس بلند افتاده است و به پیش

فرست اسی دوستان به که سعدی خبر داد در بوستان به که دایا نایا و شاهی نفور
 به با سیدش اندر که الی صبور به است از ازل همچنان نشان به پیش به بغیر با و الویل
 و خروش به پس به که درین عالم غفلت از این عالم است حرفی بیاد و او اندر حالش نیست
 که اگر زنده هم ماند درین عالم نماند به چه دنیا چه عقیقی چه حور و قصور به سوسو السین
 محلی شقی نفور به این یاد داشت ازلی که درین عالم غفلت باختیار خود نبوده است
 رخ خبر بتأید آسمانی نیست به اینکه مقام بلند است درین عالم غفلت هیچ فرو نشیر
 از زمانه ایام ولادت و رضاعت و شکم مادر هیچ خبر و یاد نیست که چه حال و پشت باخیز
 است چه در پس اینها اگر از غفلت نیست چیست **فَاَنْتَهُمْ اَيُّهَا الْغَافِلُونَ** و غفلت
 که از غفلت خود خبر نداریم و باین غفلتهای صریح خود را بهوشیار میداریم از نیم عالم غفلت کمال
 ملا حظ کردنی است که از ابتدای عالم و ادم تا ایندم انچه انبیای رهبنما وادی برحق و کتب
 صحایف آسمانی نازل شده اند همه برای انتباه و هدایت غافلان عالم بوده اند و غفلت از اینها
 غفلت و گمراهی چنان مبصر و مجبول اند که **قُلْ كَلِمًا لَا تُبْهَكُ بِهَا الْقُلُوبُ** و در دست یعنی از غفلت
 غفلت انبیاء را هم قبل نا حق کردند و غفلت عوام کالانعام را اعتبار نیست که **حَقَّمَ اللَّهُ عَلَى**
قُلُوبِهِمْ را صدق از غفلت خواص ملا حظ کردنی است که بی از انبیاء علیهم السلام در اوقات
 خاصه خود از خدا وعده گرفته بود که چند روز قبل مرگ را از قرب نماند موت آگاه میشدند تا از امر
 حقوق عباد و وصایا ضروری لواحق خود را فایده کرده مشغول و آماده مرگ بشوم و **وَقَدْ أَصْحَابُ**
وَقَدْ أَصْحَابُ الْقُبُورِ آمده است هر گاه هنگام اجل موت قایض الارواح بر سر قشور سیدان
 عند ربیان آمد که با وعده چنان بود و قتی که ملک الموت به نحو وعده و وعده به پیشگاه ربانعه و
 بجزایب ارشاد شد که از بنده ما بگو که وعده با تو چنین بود که بگو پیش از مرگ تو از قبر زنده

موت آگاه و خبردار گردانیم که غفلت تو هر روز بهر دم و هر وقت بلکه هر ساعت ترا با باری
 بجا کیدات و انتباه قویه آگاه میگردانم و تو را غفلت و بخییری با هنوز آگاه نشدی عرض
 کرد که کی و کجا و چگونه مرا آگاه کردی نذر رسید که اول جوان و توانا و قوی بودی اما انکیه پیر
 موی بدین که سیاه بود سفید شد و سلاک دندان تمام تر فرو ریخت روز بروز ضعف را قوت
 و قوت را ضعف دیدی از پشت راست خم شدی طاقت رفتار و گفتار نداشتی دل و حوصله و
 اراده و طبیعت نماند و سمع و بصر ضعف قوی تر شد پوست از گوشت جدا شده تشنگی در گلو
 اشتها باقی نماند اینها همه بکار اخبار بزرگ علامات مرگ بودند هنوز بهیچان غافل و فاسد و آفتیده
 که همین حال را با هر فرد بشر علی العموم در هر حال ظاهر و نمایانست محتاج بیان نبوده است
 با این همه انقباضات نمایان مرتبه کمال غفلت را ملاحظه کردی است که چه طول عمل و طول امل است
 که حساب حال خود و حالت خودی اختیار از دل بر آید که در طفلی بنزل و بازی و شرک و بگذشت
 عهد شباب و در پیش و طرب گذشت به موی سیاه سفید شد و غافل هنوز به بیدار شو که صبح و بیدار
 شب گذشت بکسی در خانه یا سر سفره فردی آید اگر سهلگذاشته اند در دوش شبانه انداخته گذشتند
 که در چنانچه نیمه در خواب و آنگاه زانست تمام شب خوابش نمی آید و اما امکان همانوقت آنجا در میان
 میگذارد بخلاف این سر فانی که خانه بر آید است فانی خود و خرابی و ویرانی این خانه و سر
 چه قدر بهین بیدارند می بینند باری بدولت همین غفلت این غفلت آبا و ابا و اجداد است
 خود ظاهر و صریح است که اگر این همه پره های غفلت حجاب نبودی چگونه این خانه بر آید چنین
 سازی فانی آبا و اجداد تو نیست مانند کس را در هر حال چهار فضا در پیش بلکه تو ام است
 و از غفلت که باز چنان غافل بکی فانی این عالم فانی یقینی و وهم هنوز این عالم فانی هم
 بهیت گذشتی باقیست که فنا و مرگ خود بر آن تقدیر دارم و پیوسته خود بهم بالفعل زنده و این

عالم فانی هم هنوز فنا پذیرفته مگر از کسر و انکسار و انقلاب زمانه روبرو می چشم و زندگی خود تمام
 باده و چشم و دولت عارضی و بنیوی زوال می پذیرد و در زندگی خود مال و دولت خود و دست و پا
 می بیند و باز انتباه نمی پذیرد که عبرت گاه انقلاب بگذرد و یکی از نمونه آنست چنانچه هر
 مالی و طول املی و در قطع نظر از دشمنان بیرونی و آفات بالائی همه و شر و خیر و پیش و آواید
 متروک و دشمن جان و خواهان مرگ او نیز در هر کس قریب تر بعد از او قریب تر و دست و پا
 بچشم وراثت است با وجود خوف و دشمنان خاکبگی که جان و مال هر دم و هر نفس خطر است
 متر و غفلت انقدر غالب است که خدا تعالی میفرماید ای محمد **لَا تَسْأَلُكَ الْمَالُ وَنَحْوُهَا**
 پس اینها نشان غفلت است که با اینهمه انتباهات برین و خصوص قرآنی تنبیه نمی پذیرد و آری
 این نشان بخیل و دلی است که گیتی نماند نفقه بر اهل و عیال و هم دارد و خود را نمی خرد و آری
 و نفقات و صدقات و زکوة و صدقات کشیده به هزاران دست جمع کرده تمام اهل و عیال را جانی
 بهم دشمن جان و نظر مرگ خود داشته بعد از مرگ و که مفهوم غفلت از اینها می شود که کسی
 حساب هیچ طفلان بخیل است و **وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَبْعَ يَوْمٍ سَبْعَ لَيَالٍ** و **وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَبْعَ يَوْمٍ سَبْعَ لَيَالٍ**
 از ارباب دولت و مال عکس نیست یعنی صاحبی و اگر هم بایز و بیکم پذیرد و راست او و
 غفلت نیست بلکه و کمال بهوشیاریست پس و چنین عالم غفلت باین بهوشیاری نیست و
 آسمانی نیست پس این یک صورت بهوشیاری و درین عالم غفلت مخصوص برای آنهای و حاکمان
 عادل است نظیر همچو بهوشیاری این عالم غفلت جمیع آنهایی و الاهیت عموماً و ذات و الهیت
 ذی الجود و کرم جناب تعالی الا تعالی به سیر غلام با یا خاندان صاحب هر چه بر کسی اعظم است
 بالاته و خطاب به خصوصاً بوده است که محتاج بیان نیست تا قیاب چه حاجت است و از این
 که شک خود به بوی خوش ز ملک خدایه بفرق عالم این ظل و ظل جهان پر و ظل خدا

هست مظلما به و صورت ثانی همان است که بالاند کور شد درین مقام هرگز انتخاب
 شد و هوشیار گردید ازین عالم غفلت کناره گزید مثل لقمان حکیم که با همه درازی عمر که
 هزار ساله میگویند درین سرای فانی چنان مسافران به سر برد که گفته اند دشت لقمان
 یکی کریمه تنگ به چون گلوگاه نامی و سینه تنگ به ابو الفضولی سوال کرد بوی به
 کاین چه جایست یکدوست و سهرابی به بادل و روزناک گریان سپرد گفت دلنا
 طینت میوه کفایت از اینجا توان دانست که اگر بنای این عالم باین غفلت شدید بود
 و هر کس مثل لقمان هوشیار زبستی باری این کارخانه عالم غفلت که محض بدولت
 غفلت آباد و جاریست کی چگونه قایم ماندی و عجایب صنایع و بدایع قدرتهای
 الهی چگونه ظاهر شدی هر کس از غایت هوشیاری مثل لقمان و افلاطون و شیبکوه
 و سفاکی و یانغاری منتظر مرگ بسر می برد این همه نوعی جهان که لایق همین است
 اوست محض بیکار بنیاد و همه کارخانه این عالم برهم میخورد پس از همین جا توان دانست
 که اگر غفلت در عالم نبود به بقای این جهان یکدم نبود و این همه صورتها غفلت و غما
 غفلت خود بدیدی و نمایانست که حاجت به بیان ندارد پس بنیمه عالم غفلت را عالم خواب
 توان دانست که در حالت بختن غفلت لا بدیست و در صورت هیچ تراست که آنچه در عالم
 ظاهر ظاهر می بینند بعینه چنانست که خواب می بینند و خود ظاهر که در عالم خواب چنانچه
 بنظر می آید همین که چشم کشا و هیچ نبود همچنان این خواب بای عالم غفلت که می بیند
 که چشم بند شد هیچ نیست چنانکه بیداری این عالم غفلت از چشم کشا و است همچنان چنان
 عالم هوشیاری از چشم بند شدن است که بجای خود گفته شد خواب و غفلت و باز
 بسر بر همه عمر چه چشم بند شود آن زمان شوم بیدار به بختن باین حسرت و اگر چه خواب

در آن زمان که حضرت نمیکشاید کاره الاجرم نوعیکه تعبیرات خوابهای این عالم غفلت چنانکه
 چشم کشادگی میجویند همچنان تعبیرات این عالم خواب بعد چشم نباشد و در عالم می یابند که
 خواب و غار این نام است و نوعیکه خوابهای این عالم اکثر ایشان میباشد که هیچ تعبیر ندارند
 بلکه بعد بیداری بخوابی یاد نمیباشند همچنان عمیکه درین عالم رایگان و بیگار گذشتند و بفرمان
 الهی هیچ گناه شرعی بر نداشته اند و کار حسنات و ثواب مکره اند تعبیر هیچ خوابهای ایشان
 در عالم بجز حسرت و افسوس هیچ نیست که خواب و غار این مرتبه نبوده است و در
 دنیا غفلت بسلاست رو و صلاح و تقوی و خوش معا بلکی با مثل خواب بعد بیداری
 بسری بر تعبیر هیچ خوابهایش در عالم مانند خوابها راست است این عالم است که آنچه در خواب
 از راحت و حسنات و دید جهان تعبیر آن راست بر است و در عالم بعد بیداری یافت که خواب
 راست محتاج تاویل و تعبیر نیست که مفهوم معنی آن که میزدن و تقاضا خبر رسید بر تقدیر است
 و سر قوله الی آخره و آخر کار هرگاه که چشم ظاهر او نباشد و در عالم بیداری
 زنده بیدار شد تعبیر این خوابهای راست در عالم نیز راست بر است یافت چنانکه خوابها
 راست کرد و از آن راست اعتبار آن راست معامله در دنیا راست بر است باقی واقع و در دنیا
 و محتاج تعبیر نیست همچنان در عالم نیز تعبیرات خوابهای این عالم از اجزای ثوابات آخرت
 راست بر است بدینا خبر که هرگز در اجزای ثوابت حاصل نمیشوند و در عالم بیداری
 اینک حال خوابها و تعبیرات راست با زبان در هر دو جهان چنانست و کس با این شگلا
 در دنیا کم کسی خواب ببیند که زرو مال و خزانة بسیار فراهم کرده است بعد بیداری که کم نیست
 که زرو مال و دوست خود و دنیا بجز حسرت هیچ نخواهد دید پس همین حال تمام چشم و دل
 این عالم خواب است که بعد بیدار شدن در عالم بیدار بیدار بیدار بیدار بیدار بیدار بیدار

و اگر درین دنیا چنان خواب بیند که مال بسیار بخرید و مساکین خیرات و اتفاق میکند البته بدیدار
 همچنان تعبیر نیک از حصول مال نعمت در دنیا قیمن و خیرالش است است و این چنین است که
 درین عالم خواب آنچه از خیرات و سنات و اتفاق میکند تعبیرش در عالم بیدار و به چند زیاده و تورا
 مسلم و موافق و قیمن منصوص است **فَلَا عَشْرًا مِثْلَ مَا أُورِدَ** است نظیر اینهمه ذات
 مستغنی الصفات نوار بعد از صدر آفرین و گویا و دران و سر سرچشمه زیور و یگان است
 تمهید نعت احمدی در همین مضامین عالم غفلت نشان نزول کلام
 پس بر بایت انتظام چنین عالم غفلت چنان قانونی در کار است که جانب حفظ و تعاهد و اجرا
 اینهمه کار و با عالم غفلت و اینهمه طول آنکه ظاهر است هم بدست و بحال جاری باشد
 و چگونگی و درین کمی و نقصان فتور راه نیاید و جانب خیرت هم که عالم بیدار است از دست
 که خبر از سر تعبیرت اینهمه خواستهای این عالم غفلت همان عالم بیدار است پس آن قانون
 که کلام عالم آفرین است قرآن است و در لوح محفوظ محفوظ است بل **قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ**
 و این نشان اوست و احکام قانون را تعبیرت نام است که **لَكُمْ فِي الدِّينِ عِبَادَاتُ**
 آن است و بر اجرای این احکام شخصه بچنان صفات در کار است که رعایت هر دو جانب را
 داشته باشد تا کارهای این عالم خواب تعبیرت نیکو در عالم بیداری در یابد از اینجا است که
 احکام داد و ستد و خرید و فروش و نکاح و طلاق و حدود و قصاص و حقوق عباد و حقوق
 و قطع فصول مقدمات و جمیع کارهای این عالم رعایت هر دو عالم تهریب تمام در آن قوانین
 مندرج اند و گمانیکه حساب حکام چنین قانون بکار و با این عالم تجارت و خرید و فروش و داد
 و غیره بخوش سعادت با مصرف اند و دست بکار و دل بکار ساز دارند و صفات حال نشان
لَا تَأْخُذُكُمْ بِلَاكُمُ الْمَالِ وَلَا بِلَاكُمُ الْمَالِ الخ پس کارهای چنین قانون چیست اگر کسی

از قبیل مجبور و شمایان بودی که در صفت لقمان حکیم فرمودیم که گشت تا بیان رعایت یک عالم
 بیداری ملحوظ میداشت در این صورت این همه کارخانه عالم غفلت که گشت که در این میان
 اینست بر همه بخیر و در این خود معلوم است که خلقت این عالم برای معرفت الهی است که
 احَدِیْتُ اَنْ اُخْرِجَ الْخَلْقَ عِبَارَت از نیست اینجا که لفظ خلیفیت آمده است و لفظ
 شمس و قمر و کواکب و قیامت که مناسب تر با مقام بود آمده است این نکته بسند و شرح این
 و از این مختصر تشریح آن بر نمی آید و از اصل سخن دور میشود که اینجا اصل سخن از بیان حکمت
 عالم غفلت مراد است لا جرم با اصل سخن می آیم که در خلق عالم برای معرفت است
 گشت دلیل این صفت است پس اگر جاری کننده این قانون جامع که از اشیا
 همچو موجودین فانی اند میبود از اجزای همچو احکام چنین قانون که رعایت هر دو عالم مستجاب
 چگونه صورت می بست که این همه عالم غفلت در نظر او باطل نیاید چه دنیا چه آخرت چه مجبور
 سوی اندر عن کل شیء نفورده چنانکه بالا گذشت پس از مجبور و شمایان که نقطه کلی خود از روح
 بیداری بزند و از آبر و رون غریق خیرند از نظام چنین عالم غفلت و اجزای احکام همچو قانون
 جامع چگونه صورت می بست از اینجا است که در احکام شریع این قانون عظیم پنج چارچوب است
 ترک این عالم غفلت حکم نیامده است بلکه سوا و الطریق همین است که در پرده همین علم
 ظاهر بهوشیاری باطن بسبب بیداری و صورت هوشیار باطن و غفلت ظاهر و در این عالم غفلت
 بدین شرط منصوص و مامور به بوده است که منیر نماید و از کفر باقی نفس با قضا و حکم
 وَ خِيفَةَ دُونَ الْجَهَنَّمَ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغَدْوَةِ وَ الْكَلَامِ الْفَافِیْنِ مراد از اینست
 و است بکار و دل به آری باشد که از یاد و شمع هم محفوظ است چنانکه بالا گذشت پس در این شکل
 همین است که بر رعایت این همه کارها عالم غفلت چنان بیدار و هوشیار باشد که در عالم اسرار

هم بر اینجه پیشیاران که فقط کلیم خود را بر دمی بنده غالب نشینند وین سعی میکنند که بگریزین
 راه لا جرم جاری کنند چنین قانون و فرمانهای حکم کن فیکین آنست که فی تقدیر صریح
 عندا ملکنا مقتدر استقام اوست و به پیشتر استعول غایتی من بعد علی الله استقام
 نام اوست بلکه آن علیه و علم چون این عالم خراب است و در خواب نوع بشر بی اختیار میروند
 میباشند لا جرم آن کار فرمای عالم غفلت و اجر کننده آن قانون جامع جهان و برکات است
 که رحمت محض و رافت مجسم باشند این خفتگان عالم غفلت را بکار بارانی که در عالم خواب غفلت
 سوزده باشند مذکور و معافی داشته نبری و نفیسم و موعظه سینه بیدار کرده بجانب راه بر است
 هدایت فرماید از اینجا است که آن نازل کننده قانون عظم در اصل فطرت آن اجر کننده و
 چنان رافت و رحمت داشته است که میفرماید اقد جاءکم رسول من انفسکم علیکم
 ما عنکم سر علیکم و ما عنکم سر علیکم و کفایت که همین امر ما مویریم باشد گمان
 و ما اثر سئلنا لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله
 خلاقی بحجت و ارادت نمیشد که میفرماید و لو کنت فضا غلیظ القلب لفضضوا
 من حوالی فاعف عنهم و استغفر لهم پس این کمال مرتبه بر عایت و عذر فریر
 ازین غافلان عالم غفلت تو ان دید که گناه بسبب غفلت من میکنم و حکم استغفار براس
 گنا من بحسب خود میفرماید که میفرماید و استغفر لهم و برای منید و عقلت و نصیحت
 حکم بر غفلت حسن و حکمت نبری و ولا ما میکند که بحسب خود حکم میفرماید و استغفر لهم
 سر را با کمالی که و لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله
 امولعب سرشته اند و با اینهمه معایب بی ثبات و فانی هم بوده است و همه خاصه با آن
 کبریا و پیشیاران و عقلا و حکمای الهی نه از ان معایب و عجز این و نیامی خالی و ذوق و تفر

گرفته اند تا اینکه خود خالق عالم تسلیع عز و جل و لم یولعب میفرماید و اموال و دنیا را به لطف غفنه
میفرماید و با همه عیوب نمایان همه خواب خیال چنان که مذکور شد و حبیب او نیز صلی الله
علیه و سلم تمام دنیا را ملعون و جفیه میفرماید پس چنانچه این تمام دنیا همان حکیم مطلق است
چنان حکیم چرا چنین معایب پیدا فرمود که خود بخوب این بلفظ لیس و لعب و غفنه بیان میفرماید
و با همه عیوب صریح فانی و بی ثبات هم بوده است که خواب و خیال و غفلت محض است پس
درین چه حکمت و چه نکته و چه سر الی است از هر چه حکیم مطلق چنین شی عیب محض بود و اگر
یعنی چه که فعل چنان حکیم خالی از حکمت نباید بود و باری درین چه حکمت بوده است لاجرم
الکون توان دانست که سر این نکته پس باریک و لطیف و پس بلند و راز است و درین
عجایب مختصر بشرح این متوجه شدن از اصل مطلب که مراد از بیان اسرار غفلت است
و در اقبال و نیست اکثر در بیان معنی دنیا تمایزات متفرقه و اوقات مختلفه بقدر مساعدت وقت
از خامه این سینه نامه بر آورده اند بقدر ضرورت مقامات در کتاب تلمیذ الایمان و تلمیذ
و مفتاح الرزق و اسرار حکمت بشرح و بسط تمام ازین خامه بر آورده اند که البته در
و فهمیدنی است بگردون اینجا هم سخن بر نیجا کشید لاجرم حکیم ما کما یک لک لک لک لک لک لک لک لک
بر بیان این نکته لطیف و کنایه و در چون خلی از لطف نمود لاجرم بصورت موزون
به رسم خط که بخاطر ریخت از نا طقه خامه و از خامه نامه سینه ده می آید تا بجا نقطه نزو کمتر
باشد البته دیدنی و فهمیدنی است **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَصَلِّ وَ مَا هُوَ بِالْعَزِيزِ**
بیان وجهی مختصر بودن دنیا و حکمت الهی که درین بیشتر است
و آنی که خالق همه دنیا بود حکیم فعل چنین حکیم نه خالی از حکمت پس آنچه حکمت است که دنیا را
سج و بلا و غفنه و آشوب است خود حبیب این بولعب میفرماید ملعون جفیه قول خواب است

ترنگه شکر محض چو ساختار گیم آخر دین چو کجاست بخت یعنی برین سخن تمیّل نکرده
با اینده اگر گذاری قیامت است با همی عیبها تو چو میکنی قبول با همی شکر محض چو این صفت است
این سخن آدم و همه انبیا می دانست در سخن جناب و صحبت چو بخت است چون نجات بکیم خبر چون بخت است
بر سخن ل نهادن مصلحت است دان بی ثبات شد که اگر بختی دل از بی ثبات گذارای که عیبها
چندی مساعد هم اگر میکند چو عجب غرور و صحبت که بخت است آدم چو لطیف شد که در اول می
پیکار اجل بجهت ساند چه حسرت است این نیز کمر است که در عین ندگی اکثر با وقته جان نجات است
در قنقش محسوس و حال بودنش هر لحظه خوف سرتو و اراج غایت است زین جمله نیز قطع نظر خویش را اول
هر یک بفرگشتن تو در عداوت است هر کس قریبت تر بعد از تو قریب تر دست دعا بگو چشم درایت است
در بودی نبودن در موت و زنده خالی هیچ حال نه این ز قیامت است چون بین بلا نجات با هیچ
لیکن بکلیق که دانش نداشت دان شسته که او گذار و تو خود گذار و زنه جواب که تو کار را بخت است
یک انغ مستر تبدیل بر نیت نه انگوی طاعت خود از وی عبادت او و تو گذار است چو گذارای تو
این نگارست تحقیق نیست است ای و عجب خود عیبها کشا با زای ملیه که گذاری غم است
چون این همه معایب دنیا عقب از و قضا و صراحت طبا هر و با هر یک معایب
و تجربه هر فرد و شکر حال است این صفات و درایح چنین شکر محض و انبیه است معایب و ان
و حدیث پر است تا اینکه بلفظ مغفرت و رضوان همین دنیا را تعبیر می نماید که معصیت را
و رفو آنکه آمده است و نیز در مقام عظمای تمام نعمای دنیوی حکم گرفتن و نیز نشستن بر
سایمان علیه السلام بلفظ عطا و منت پذیریا آمده است که لهذا عطا و نفا ما من
آنکه در دنیا و نیز همین نعمتهای دنیوی را بلفظ فضل خود تعبیر می نماید که خداوند
بوی که در دنیا و نیز همین نعمتهای دنیوی را بلفظ فضل خود تعبیر می نماید که خداوند

قُلْ أَتَسْتَعِينُونَ إِلَّا تَعْلَمُونَ ^{الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ هَذِهِ السُّورَةَ} وَالطَّقِيبَاتُ مِنَ الرِّزْقِ
 علی بن ابی طالب و علی القدر علیه و سلم همین دنیا را ضریح آخرت فرموده است که دنیا را مرقوم
 پس صورت جمع بین القولین متناقضین چه تواند بود و لا جرم سر این نکته باید شنید که لفظ دنیا
 بقاعده نحوی بدو معنی آمده است یکی دنیا از دماوت مشتق است که دنیای دلی عبارتست از
 صیغه مذکر اسم تفضیل این آدنی آمده است یعنی دلی ترین ادنی بقا بلا اعلی است و صیغه
 مؤنث اسم تفضیل دنیایی است بالف مقصوده اکلا این بغیث و بالف دراز کشیده هم
 در رسم خط کلام آمده است پس معانی بین دنیا دلی عملا و تطلعا و صراحتا در قرآن و
 حدیث ظاهر و باهر است که اندکی از ان بالا و از نظم و شعر مرقوم شد و صیغ تحریف ظاهر نمایان
 و هر کس را بقدر حال خودش تجربه و معاینه درآمده که محتاج بیان نبوده است و صم
 دنیا از دو مشتق است و دو معنی نزدیک کننده است یعنی نزدیک کننده بخدا این اسم
 صیغه اسم تفضیل لفظ آدنی آمده است که میفرماید فَمَا كَانَ قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى
 و هم این را صیغه تانیث اسم تفضیل دنیایی آمده است الامای رسم خط اینهم بالف و دراز کشیده
 بصورت دنیا را تواند بود پس این دنیای و نو که نزدیک کننده بخداست محض بین است
 آن همه صفات دنیا که در قرآن و حدیث است منسوب به بین دنیای و نو است و آنچه از
 معایب دنیا در قرآن و حدیث وارد است منسوب بدنیای دلی است که از دماوت مشتق است
 چنانکه یا که نشئت اکنون نکته دیگر بالا تر از همه باید شنید که همین عالم ظاهر و باهر را
 که در حدیث و تفسیر میفرمایند که کُنْ أَكْزَبُ أَصْحَابًا حَبِيبًا ^{وَأَكْثَرُ أَهْلًا} آن عبارتست از
 پس جابر چنین ترجمه عیوب جسم بی ثبات فانی خوار فخیال غفلت محض نسبت کنز خفیه
 چنانچه زما تواند بود و اما درین وجه نکته و چه سراسر است زیرا که نشان که منتهی چنان است که خسر و

بجمع وجوده بیکوثر باشد تکلیف کان کذا باری از خلقت این جیفه شمعش آن کفر مخفی بجا و چگونه
 ظاهر شد که فساد و آتش و تمام عالم کونی فساد و ظاهر و باهر است که ظاهر الفساد فی الدنیا و البیرون
 بما کسبت اید الناس عبارت از این است پس چنین فساد ظاهر آن کفر مخفی بجا ظاهر شده پس
 پرسیدی ای هوشمند به جوابت بگویم گزاینده اکنون بگوشتن ل توان شنید که این عالم غفلت که
 همه شر نبودی آن کفر مخفی که منتهی است هرگز ظاهر نشد طور آن کفر مخفی که سبب شر و فساد
 این عالم کونی فساد است اینجا که این نکته باریک تر شد شرح این متن را که فرود تر شد و استماع
 و تکی بر کسی غریز و ریاض و همه گوش باش این آن را است که ملایک هم در نفس این جویان و
 استکشاف این صبر آن مانند و از جناب باری تعالی عز اسمه پرسیدند و خبرانی اعلم شنیدند که
 لا علم لنا گفتند که آخر کار این را از حکمت الهی از خلقت این عالم غفلت خود بخود ظاهر شد مگر در آن
 که هرگاه شیت از روی خلقت آدم علیه السلام اقتضا فرمود و فرشتگان خطاب شد که خلیفه در
 زمین پیدا میکنم تا قال عز وجل ذلک امرنا بک للملک الی حیاهل فی الارض خلیفه
 فرشتگان بالاتفاق گفتند که باید خواهی کرد بر روی زمین همچو ساز که فساد و خونی زیاده زمین
 بر پا کنند تا قال عز وجل فجعل فیها من یتق فیها ویسفد فیها و یتق و یتسفد
 فجعل لکم نفقا من کل طبع یعنی ما همه ملایک تسبیح و تحمید و تقدیس تو میکنیم و بنی آدم
 فسق و فجور و فسادات و خونریزیها خواهند کرد و ما هو ظاهر و حق که ملایک را از انزال معصوم
 و بری از گناه شسته اند لا یعصون الله ما امرهم یفعلون فایضا و صفت حال
 آنهاست بخلاف این نوع بشر که همه گناه مجرم مرکب بجا و در عالم غفلت متبلا فلیکف کما کنوا
 که کلا الاکثر فساد که یعنی بیان حال اوست پس ملایک را بجا و قبل آنها از سر این نکته
 این اثرش و شر که در پیدا کردن این خلقت انسانی که سر اسرار بیهیصیت و طغیانی است

چه حکمت و چه نصیحت نیروانی است بلکه همین قدر محجل ارشاد شد که ای عالم کما تعلمون
یعنی امید داریم آنچه شما نمیدانید و آخر کار خود طاهر که آنچه معاصی و طغیان و فانیها و خونریزیها
و فسادات از نوع بشر بر زمین واقع شدند و بشویند محتاج بیان نبوده است که ظاهر است
فی البرهان کما کسبت علیکم فی عبارت ازین است آخر کار آنچه در سنگان
روز اول میگفتند همچنان ظاهر شد که خود او تعالی سبحانه شکایات طغیان و معاصی نبی دم
میسفر بایکباران الاشیاء از لغی و خیر و الاشیاء لطیفین مفهومی سرنگشته ای علم معادوم
و گفته فرشتگان درست برآمد و طهره بر زمینها اینکه چنان ملائیکه صوم بگینا بر اسرار سجده
همچو گاه مجسم حکم فرمود و چه حکم که شاد و ملائیکه را با بزرگ عذر و انکار جز بجام راند که مردود و
ایگر دید پس سر این نکته باریک که از پیدا کردن این خلقت عالم بخیاش و رونما سید آنچه درین
کنز مخفی است البته فهمیدنی و دانستی است که سر اسرار نبوده است بعد ازین فایده عظیم که
درین خلقت صریح مستتر است انشاء الله بقدر سعادت وقت و وقت خامه نامه خواهد شد
آدم بریدان جان سخن با جانمن گوش جان بجانم بین و سپس بیان این کنز مخفی محکم است
که عمدترین از صفات ذات که با غیر اسمیه جوت نه شان توأبی و غفاریست که تو پندزین و
گناه خبشیدن عبارت ازین است هرگاه همه ملائیکه قطعاً معصوم از گناه پیدا کرده شدند باز
این عالم و آدم را باین شهر و رونما سید و خلقت و گناه مرکب بجلا و نسیان اگر پیدا نمیشد
تا ظهور شان توأبی و غفاری که مراد از کنز مخفی همین است چگونه صورت می بست پس
کنز مخفی همین شان غفاری و توأبی است که ظهور آن موقوف بر پیدایش چنین عالم خلقت
ماید شهر و رونما سید است از مولا با صغری علیه الرحمة و وجود من همه از ظهور تو برسان
هفتا عظمی و کوهی که آن کوچه چنان بگشت عصبانم حدیثش در کار تو

اینقدر بجز رحمت است و هیچ که چون برگشته پرا سید است به ازینجا است که
 گفته شد و بعضی از پی اظهارشان غفاری و برای بزرگوار خفیه بیشتر باشد به هر قدر
 که گناهان من زیاد تر اند به ظهور مغفرتش هم زیاد تر باشد چه بگناه شد اظهار مغفرت
 شود و چه ضرورتی که سویی توبه هم نظر باشد و اگر نه توبه کم مغفرت نمائند و خلقت هم
 مقصود شده باشد همین نه مغفرتش بلکه شان توبه بی در ترک توبه با خفا تا توبه را بشناسد
 چه طاعت خالصی خلقت حاصل و بنابر سوغتی من ضرورت تر باشد که کسیکه بگناهان و توبه پیدا
 گناه میکند از توبه بخیر باشد چنان کسی چه بدو رخ رود بجای خود است و سوا ای ناهنجار
 که با مغفرت پس ای تمیز نگردی اگر گناه توبه بجاست جای تو اگر اتش تضرع باشد
 چون این مضمون و رحمت در یابی مغفرت باطل تمام میخورد و عنان شدیدی علم در مجموع و احاطه
 خود نماید و لا جرم در کتاب تلمیذ الایمان طیار اسلام در مرقعه قضا و قدر و اسرار حکمت بقدر ضرورت
 مقامات و ابعاد و روح الارواح از صفت این کشف شرح داده شد اینجا هم که همین بیانی در مقام
 البته بقدر ضرورت تمام محل نباید گذاشت که سوگنا کشف ترنگته کشف مفهومی مغفرتی افکار
 نیز در ضمن این گفته و فهمیدنی است که ملایک مخصوص از گناه را برای سجده چنانچه که در
 حکم فرمودن چه حکمت دارد و این ترنگته باریک که ملایک را هم ازین خبر نگردند اند البته فهمیدنی
 و بدیل داشته و یاد گرفته فنی است ازینجا است که بصورت موزون بر خاطر نمیند با بجا فطرت
 باشد قطعه در بیان ترنگته که مخفی و مفهومی انی اعلم ما که تعالی است
 چون مغفرت به عبادت و ذکر و طاعت خویش از خلق ما همه بودی خدای را مقصود
 فرشته سیرت و بی عیب بی شکم بی نفس نفوس قدسیه معصوم خلق صیغره و
 بیچون نفوس که آماره است خود با سویی و اگر تسلط ابلیس هم بران افزود

چون نفس داده و محکوم نفس هم کرده است
چگونه نفس بشیر بگفته تواند زیست
خودش برای گنه خالق گرو گندم را
خود آفرین قاضای غرورش در دل
نه منع کرد خوردن ز قرب منع نمود
نمود نفس مستطاع در لیس مسنوعات
ازین صریح عیان شد که نوع انسان را
و گرنه به عبادت ملک چه کم بود و نذر
چه حکمت است درین حکم مطلق را
بدین شرور چرا داد بر ملک تر جسد
که خود شایسته نشدند و هم نقل شد
خودش بشان ملائک گفت که لا یعصون
چو فعلشان بهر کار می شود و آن بود تمام
پس اینچنین همه شر را بر اینچنین همه خیر

امور خیر محکوم نفس شد مستطاع
نخوانده توبه قرآن حکایت داد و
خودش بنای گنه در بهشت نعلق نمود
که رغبتش ز در نعمت بهشت افزود
اشارتی است ز انقضایا بر این موجود
چه اهتمام ز بهر گناه مانده و
صریح بهر گنه خالق کرد رب و دود
نفس قدسیه هر وقت در قیام نمود
که این قدس بر پی عصیانم اهتمام نمود
چرا ملائکه بر دوزخ جسد سرسود
ز این آفتابم آخر گوهر بود
بود و بود گنه از فرشتگان مغفود
جز امتثال او امر نسیرسد بود
چرا چنین شرف آمد که حکم سجده نمود

جواب

بجاسوال نمودی جواب هم بشنو
بر آنکه فعل حکیم است عین حکمت محض
که چون فرشته گنه نکرد و من هم
تمام رحمت و غضب روان و شان تو بلی

بجاست شب که بزخای تو یافت و در
بهر هم و معصیت حکمت بود موجود
صفیات مغفرت و عفو او نهان می بود
که هست مکره ترین صفات الهی هر چه

چون گناه نمیکردم او چه می بخشود و اگر سوای شما خلقت آدمی بود	چه کار آدمی آخر کجا شدی هر حرف رسول گفت شما اگر گناه نمیکردید
بدین صفت صفت عفو جلوه میفرمود به بین حصین صاف واضح و شهود	که او گناه نمودی و می شری عفو
و اگر صریح ز لافتن نیکی اشارت نمود بود صریح بقصد آن و هم خیر موجود	ز نزدی و نسائی و مسلم و احمد بیک مقام که خطا کجاء الله
	و اگر چنین متواتر نمودن قطعیه

قَالَ سُبُّوْهُ لَلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ فِيْهِ لَوْ لَمْ يَخْطُئْ
لَجَاءَ لَلّٰهُ يَقُوْمُ بِخَطَايَاكُمْ فَيَسْتَغْفِرُكُمْ فَيَغْفِرُكُمْ رَوَاهُ الْاَئِمَّةُ أَبُو
اَيُّوْبٍ وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ فِيْهِ لَوْ لَمْ يَدْنِ نَبُوْا لَذَهَبَ لَلّٰهُ بِكُمْ وَ جَاءَ يَقُوْمُ
بِذُنُوْبِكُمْ فَيَسْتَغْفِرُكُمْ فَيَغْفِرُكُمْ مَنْ اسْتَغْفَرَ لَلّٰهُ غَفَرَ لَلّٰهُ لَهُ وَ قَضَى
كَهْ نَصْرُ مَنْ قَطَعِيْمٌ بَعْدَهُ مَغْفِرَتٌ تَبَوَّاهُ يَوْمَئِذٍ سُبُّهُ اَوْ يَطْلُمُ نَفْسَهُ
ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ لَلّٰهُ يَجِيْزُ لَلّٰهُ عَفُوْرًا اَرَحِمَ رَحِيْمًا بِقَبِيْحٍ شَامِلٍ

شدیم بوعده رب عفویم موعود برای منصرفیم کردیم چنان معهود	نوشت است مذنب مرا بر وز الهنت چنان که بهر گناه خالق کرده است
بغوث شرط تو شرطیم بود مفتود بروی تو نکند باب توبه را مسدود	بشرط توبه مگر در مغفرت معهود بهر بار چو توبه کنی و هم شکنی
چه جای عجز در آن بحر عفو رحمت وجود تبرک توبه مگر هیچ عذر تو نشود	ترا از توبه بهر بار عجز نخواهد بود بعذر نفس ترا داشت در گناه مغفود
مگر براس گناه توبه هم ضرر نمود	چو به گناه ترا چاره از گناه نبود

[illegible]

شود و باینده عصیان از توبه ای نشود
اگر گناه کنی توبه نیز باید زد و
که از برای چو ما عاصیان خودش فرو
از خلقت تو نشد ظاهر آنچه مقصد بود
تیرک توبه مگر عذر تو ندارد سو و
بر این تسلط ابلیس دشمن مرد و
بل همچنین بود از خلق نفس بد مقصود
ملک چگونه توان اینچنین جسد نمود
چگونه نفس کشی از ملک رسد بوجود

حکایت ماروت و ماروت

و از ملائکه بودند که عابد تر
 ز آنکه بودند از فی ترین نوع بشر
 ازین مقام توان دیدن فرقی بلیغ
 ملک آن همه عصمت کم از بشر باشد
 ز انجاء عالم بنگرین مراد بود
 غرض نقیض کشی و تبویع نوع بشر
 و گرنه از شدت از شد و معاذ الله
 و اما اینها که من دیدم و شنیدم
 و اما اینها که من دیدم و شنیدم

ز شتر نفس بسیار بپایه زنده فرو
چو زهره بر فلک خمبین نمود صمود
چنان فرشته به او فی شتر نه نمود
بدین شتر و شتر شد فرشته را سجود
که همچو نفس گشتی نماید از ملک بوجود
فرز تر از ملک آمد چنانکه شد سجود
که هست در حق انسان لایزال ملکوتی
شتر نفس صریح است شاهد شود
ز شتر او و گری کی بری تو انان بود

<p>چو حفظ خود و تنه و تنه از تو بارے برای مغفرت و توبه و اثنی و منصوص صد اسے عام چو خود بیکای داد برای حیلہ فقط توبہ از تو در کار است درین خصوص کہ در باب توبہ قطعہ در بوزن و قافیہ ہم چون برابر است باین</p>	<p>هنوز بر تو در توبه هم نشد سدد و چه و عده با ست لقرآن و هم خبر موجود عالم الموم بود ظل حجتش مسدود که با بهانه سپی مغفرت تواند بود تخمیر گفت باید بگوشتش دل شنبو ازین بدان که ز جانی دیگر تواند بود</p>
<p>تمام نعمت جنت مباح و هر حاصل نه از خلیفه حق ضبط شد گفت آنا مباح کمتر و هم دسترس بران کمتر علاوه نفس بود خود حریص مصنوعات وما ابیرای نفسی چو گفت یوسف بدین وجه کہ حفظ از گنه محال بود چو در گناه بارش پدر شدی مجبور گنه جو کرد پدر من بگناه گناه نیز توبه هم اگر خلف الصدق بوده از دست نمایند نام پدر و گنه کنی بدنام بکن عمل چو پدر کرد در اثنی خواهی اگر فروخت گنبدت هم پشت را پرت</p>	<p>فقط منافعت از بهر کل گنم بود که منہیات مہیا و بیشتر موجود معین نفس همانست دشمن سرود کہ آدمیم نسل بہین پدر بود و چہ چاک بندہ نفس از چنین پدر بود سوائی توبہ چہ اصلاح این تواند بود توبہ نیز طریق پدر توان چہ و بگفته و رسم صدق توبہ ہم نمود بیار توبہ و میراث او بگیر سزا و تبرک توبہ شوے پدر و عذر حسود کہ بودہ بہم الی ارقی خود نمود بحکم تاب عین خیر ہم نمود</p>

فندی دادگوایی بعد زینش
مرا چه عسدر که دانسته میکنم عصیان
شد این نوح معاقب به لیس من اخطا
مگر نه از پس آن همین پدر بودند
همین بآن سپهر او که در تدارک آن
همان بهشت که آن را پدر گنبدم و
دم سوال چو انگشتی دهد بنماز
پس ای عزیز اگر حجت است نام پدر
عجب که جرم پدر چیه گناه تو شد
اگر باین خلف الصدق صادق در پی
و گر همین بنفاق است حب خطا هر تو

و لکن حیل الله عزوجل
بدون توبه به اینهاش کی شوم محدود
من این گناه که من و اهل او تو انجم بود
که خلد هم نگرشند در مقام شهود
نخور گندم و ازبان جو خدا فرمود
بجو خوریده و بازش بگیران بخشود
و دهد بخشد برین بی سوال حکم درود
خود و چنین سپهر است از همین پدر مقصود
به توبه اهل نه نظر شد نه چنین مولود
شدی توارث جنت منم ضمان بخود
بآن فریق دیگر و السکون باید بود

آمد هم بر اصل سخن از اینجا توان دانست که آن که نمیخفتن همین شان تو ای و غفاری و
تاریت که ظهور آن موقوف بر گناه و توبه بوده است لهذا نفس شمر محض را که آماره است
پیدا فرمود تا رغیب گناه کند مگر فقط بحاره نفس را بمقابله روح که نفیست فی حق و حقیقت
چه مایه و چه طاعت بود که غالب آمده بچشم گناه نمیکشاید بارش از وسوسه بدین نبوده است
یوسف فی صدق الناس عبارت ازین است لاجرم یکی از اقویا و شواهد الهیه
را که اصلش از چن بود بقویت و معاونت نفس آماره با مور فرمود که ناخوشا پس است
بگو و استغفر من استطعت یصوم و یصل و یزک و یؤتی الزکوة و یؤتی الناس من کرم الله
حکم اخواد که تصویر نقش است او برین نفس آماره و راه دل او برین نفس خیانت که کس را

بریده طایفه معانیه تواند شد در وقت و حالت خود از خامه این سیه نامه در کتاب طایفه الايمان
 در منزل چهارم مقام دهم باطلت تمام برآورده اند که میگوید هر کس چشمش را بر او انداخته
 بر این نفس کشش هیچکس از انبیا را هم اختیاری نداده اند که **عالمی** **فانی** **الغنی**
لا اله الا الله خود از زبان حضرت یوسف علیه السلام منبر اید و تمام اختیاری را
 کش خاص بدست خود داشت که بانی حبیب خود صلی الله علیه و سلم حکم میفرماید **لا اله الا الله**
لا اله الا الله نفسی نفع او **لا اله الا الله** پس اینها تمام گناه ما و مردم و پیشین
 نفس تازه و آفرینش این تمام عالم دنیا بخین شر و محض تبارک و تعالی است که در حق است که
 مراد از طور نشان تو ابلی و غمخاری و ستارست و ظهور و بین جنت غمخاری بایکمال خفت است
 از اینجا بفهم مضمی این حدیث قدری توان رسید که وارد است گفت **لا اله الا الله**
ان الله قد خلق الخلق و اینکه انیمه عالم را همه خواب و غفلت پیدا فرمود و چنانکه بالا بود و
 نشان داده شد هم ازین است که مایه عذر گناه بر آما عاصیان و علیه نسیان بر آ قبول
 توبه یا گناه کاران مهیا باشد که بر حرکات و معاصی عالم خواب سهو و نسیان مواخذه نمیشد
 و ترکیب نوع بشر بسو و نسیان هم محض بر همین حفظ تا مقدم است که افعال سهو و نسیان
 بلا عزم و اراده لایق معذور و اشتباه میباشد از اینجا است که در ازل هم همین عذر نسیان نبود
 عزم بقصد حضرت ابوالبشر را معذور داشت تا برای توبه چهره یا گناه کاران حجت باشد که
فانی **لا اله الا الله** عزم پس در هر کار خیر و شر نیت و اراده را مقدم داشته اند مثلاً
 کسیه زری از کسیه گم شده بگردم سکینم چنانچه بکلم تقدیر رسیده باشند صاحب زر را هیچگونه
 اجر و ثواب این عاید نمیشود اند شد که این اتفاق به نیت و اراده او واقع نشده است چنانچه اگر
 گناهی و عصبانی بلا اراده سهو او واقع شده باشد چگونه احتمال مواخذه چنان از حکم این

خطا پوش غرض نبوتش تواند بود که قصد لغزش و در همین عالم ظاهر بطور اسفوح ملاحظه شود که فقط
آب اگر قصد و علم بشیر از علق فرو شد صوم نمی ماند و کفار و واجب می آید و بسو و نسیا
ولا علیهم اگر خوب شکم سیر خورد و آشامد صوم بدستور است **فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا** چه تقدم بخط
برای غرض پذیری ناگهان مجسم قبل از وجود اعاصیان تقدیم پذیرفته که همه عالم را خوب
و عظمت پیدا کرد و نوح بشیر از سهو و نسیان ترکیب داد و بنای این غرض پذیر را از او
بهین سهو و نسیانست که بالا از کور شد **فَقَسَىٰ لَهُ الْفَتْیٰ** اما اینکه بهین غرض نسیان
فَتَابَ عَلَيْهِ غرض توبه حضرت ابوالبشر پذیرفته بهین مسامحه سنت ابائی را برای انبای
تا طایع آفتاب از مغرب و توبه باز داشته علی الجموع بوعده کامو که دستورات موفقی فرمود
صد بار اگر توبه گشتی باز آید اما اینکه از غایت کمال جوش شان تو ابی و غفاری برای منفر
کیا نیز صوم هم حکم توبه و وعده مغفرت است و چه وعده که فقط بر عفو گناه انگذانیست بلکه
و تبدیل سیات حسنت را قایم میکنند پس بهتر و خوشتر ازین که مخفی چه نعمت تواند بود و
لفظ که مخفی چه قدر برین صفت تو ابی و غفاری زیبا تر است چنانکه آتش در سنگ مخفی است
که بدون تحریک چغاق توبه و ندامت این آتش مخفی بر نمی آید که لعل از سنگ خزان از زیر
بدون شکستن و کافتن بر نمی آید آتش که نشانه فقر و عذاب است از صدر معاینه این اشک
بر می آید و این که مخفی که محض نور و رحمت و مغفرت است به آب اشک توبه و ندامت
قهر را نشانیده نور افشانیها میکند که سو آتوبه پذیر و عفو و مغفرت تبدیل به سیات را
بحسنت مزین نماید که سیف یابد **وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَكَانُوا**
يَقُولُوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَعْبُدُكَ وَنَعْبُدُ آبَاءَنَا وَنَعْبُدُ الْأَنْبِيَاءَ وَنَعْبُدُ مَا نَعْبُدُ آبَاءُنَا
يَقُولُوا إِنَّمَا يُفِطُّنَا اللَّهُ لَعَلَّ نَعْبُدُهُمْ إِلَّا اللَّهَ كَمَا نَعْبُدُكَ إِلَّا اللَّهَ كَمَا نَعْبُدُكَ إِلَّا اللَّهَ

بسم و نسیان بیان کرده شد که بر سهیل سخن ذکر فواید توبه و استغفار و ثمرات آن بجهت این
ترغیب تمام و تحسین عام بقدر ضرورت مقام و جلالی خامه سبک خرام با قلم بر سر گیر جان
سخن چنین است که همچو مضامین ترغیبات توبه و فواید و ثمرات توبه زیاده ازین دفتر و دفتر
بسوطله اخلاق و قرآن و حدیث به سبب تمام مذکور است مگر گفتن و نوشتن و از کتاب بسوطله
نقل و بیان کردن سهل است و کردن مشکل بر هر کس که اقتاده است میدانند که هرگاه این
نفس سرکش را از این نادانی و شورش جوانی که بادولت اقتدار و حکومت جمع باشد و
معاصی مخصوصه بآنها نفس شهوانی جنبه نهنه طبعیت ثانی شده چنان گناه عظیم بر دل
شود و باز آنرا بطبع بشت و خوف و فرخ و ترغیب توبه ترک و اودن با مکان آن نفس شیرین بکنایه
که در چنین حال و همچو ایام حال طایفه چنان میباشد که حالیه گفته شد باغ و بهار و گلزار
و با ده جامه و اگر توبه نشکند و چنین تمامه علی نهاده که در وقت خود از تمامه گیرد
و خزان رخت از چنین پرست و بلبل زار زار آید و معافم و اراحمی ناصح که ایام بهار آید
و هم از همین جا بقاصدای وقت حسال است که اگر خزان آید شوم من نیز یاس و بیهوشی
و توبه بختن روا باشد با ایام بهار و هم از اینجا جواب ناصح وقت است که دل تو چون
دل من گریه جانی متلا باشد در این صورت بجز هر چه فرمائی روا باشد اینک حسال
و قال خود هست باری نفس شبر را علی قدر حال همین حال است که در ایام و چنانکه اقتدا
در دل بهوس گناه و بر لب توبه و زمین توبه با صواب یا رب توبه به علی نهاده و خطا
که در چنین وقت و حال که در ایام طایفه و جوانی بادولت و حکومت هر چه باشد خیال توبه و
سخن ناصح را چه بحال و گنجایش میباشد تا اینکه مرتبه از چند و نصایح گذشت توبه با قید توبه
و سبب در دست و پای خود رسیدن چنانکه با پادشاه وقت و دستور عهد سهیل بر همین کار مصروف

شدند که انگیس را بچشم و تدبیر از مقام شورش باز کردند چه پیشو که سه نه غریت از کزنده عیار
 پس در چنین حال کلمات نصایح و ترغیب تو به راجه تاثیر میابد که مرض از دوا می آفرید و
 گاهی همین صحبت روح مجرب چنین مضمون بر نفس کار کرد که در میان حال حسبال سیر و سه
 از قضای جمله حاجت راحت آفراید کمال به در قضای حاجت اناره آفراید کمال به این است
 اندران حالت که باشد از جلال به ورنه اینجا ذلت و خواری ضرر آنجا وبال به ملاحظه بود که
 چنین مضمون عالی چه قدر واقعی و بجای و تاثیر است مگر هرگاه که بروقت درود و همچو مضمون
 نزد امتی طبعیت غالب آمد و دل بجانب توبه بایل هم باشد فوراً نفس شیطان کا خود می کشد
 که اگر اینوقت توبه کردم که وقت نداشت و انابت است باز اگر نفس تیر کاین عادت دارد
 نیا نتم و خیال بر دل گذرانیدم که چرا توبه کردم و از توبه خود حشر کردم خود ظاهر که قطعاً توبه
 و حسرت بخاطر خطور کردن کار توبه شکنی میکند نکیت که هسته آهسته چنین اندیشه و حسرت
 قوت شد نفس شیطان که هر دم بکار خود است کا خود کرد تا آخر کار توبه شکنی رساید
 و گناه توبه شکنی بر اصل گناه که از ان توبه کرده ام غالب می نشیند لاجرم توبه نباید در انابت
 بگناه عظیم توبه شکنی ز سر پس همچو خیالات که نفس شیطان از پیشتر کا خود میکند توبه شکنی
 نمیدهند و اگر رسید مضامین توبه شکنی با بر خاطر می آید که ابو خفوا الرحیم و تو ابست غافر الان
 و قائلان و کلام است صد بار اگر توبه شکنی باز آید پس همچو رسا و من شیده
 در زانیکه نفس طالب و تقاضا نفسانی غالب باشد که مضامین توبه و انابت را بر دل
 جا کردن سید چند خصوصاً در حالیکه با ایام جوانی و دولت و کامرانی هم جمع باشد زیرا که حضرت
 بدولت تنجایی و تهیدتی خود تعلیم پذیر میشوند که همچو امراض فسادات گندم سبب بر شدن
 پیدا میشوند که عشق مجازی هم بدولت همین گندم می آید امراض پیری شکم است که صاحب حال

سیر بادید عشق آن نبود که در مردم بود این فساد خوردن گندم بوده چنانکه در
 مجازی از خوردن گندم و پیری شکم تعارف است همچنانکه بقایای عشق حقیقی از خوردن
 و ترک گندم و خلوص شکم بشرط صبر و تحمل پیدا میشود و گفته شد باعث عشق مجاز و حقیقی
 گندم است به یک ز خوردن یک ز غذا خوردن عیان در مردم است پس این خوردن یک
 گندم با وجود وسایل حاصل بودن اگر قصد تارک باشد بر عشق حقیقی عقبت است اگر نه
 تیر و گندم است تا مستی نبوده است که عصمت بی بی جای است گفته شد برتر از
 نبود است و ولتی و بدتر از فقر هیچ نباشد تلی به گرا که است بنظر الفقیر خوشی است
 تیر و که رو سیاهی و این ولتی به تیس کار نفس شیطان خصوصاً در عالم جوانی و تکلیف
 اینست که بچگونه مضمون توبه و انابت را بر دلکاه زبانه دل نمیدهند و نشان بهر نیست
 که هیچ حسدات و عبادات و ریاضات و عبادات را بدون توبه با قبول نیست و لکن
 خانه عبادت است اما این خانه را آینه توبه و انابت شست و شو و طاهر کنند اگر عبادت
 بپای کار سیاحت آید که اگر پیش نگیرد و او است و در صورت برین در وقت است
 نیست که این خدا را است خدا را نیست و بیخیزد از خواب و از خواب بیدار شود و از خواب
 توبه و انابت را اگر پیش نگیرد و او است و در صورت برین در وقت است
 بر آن توبه و انابت را اگر پیش نگیرد و او است و در صورت برین در وقت است
 چنانکه نه پاک شوی از عبادت بسیار و عبادت کثرت کافی است ترا به توبه و انابت
 کشی و از آن که خطا فاسد و در مردم چون قنور کند و در آنست و همان سخیلی آنرا که در توبه و انابت
 کرده ساختی بپوشیده و عین است و او هر چه بپوشد و عین درستی و پیری و عبادت
 عبادان و توبه و انابت است و موانع توبه چنانکه بالا مرقوم شد ظاهر و باهر از عبادت

اسرار مذکور سه مانع دیگر از سالکان دین بالاتفاق اند که مولانا جلیس سانی خراسانی در کتاب
 گهستان ارم سفیر اینست **بست مروی ز راه صدق یقین** و نقل از سالکان شیخ دین
 که سه خصلت باین مرد بود و در نهان مرد و نور بود و اول ترک توبه بند و بامید حیات پاره
 و دومی ترک توبه از خصلت و تمنای وسعت رحمت و امر سوم گناه کردن هر روز که یکی روز
 توبه خواهم کرد و پس چون مرتبه توبه باین درجه و موانع توبه خصوصاً در عالم جهانی چنان می شود
 که باند که تصور درست قلبی که چرا توبه کردم بنا توبه باطل می شود که خوف و احتیاط و
 تصور قلبی نشانی تصور است که می نماید **و ان تبدل فاما فی انفسکم او تنفق بیواکم**
و الله یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء و الله علی کاشف الستر
 پس چون حال نیست باز چه تدبیر چه چاره و چگونه مضمون توبه بر همه قلوب و خیالات و خیانت
 غالب تواند شد از نجاست که کسی را همین طرز آمدت دراز با روح و نفس نماند که گمانی
 بسوخته و این امر و محاکمه روح با نفس ترتیب یافت که نامش مرافعه قضا و قدر است و کا
 یجانی رسید یا اینکه آخر کار بدو روی مرافعه خاص حکم احکامین توبت رسید و پس هم بهای نفس
 پس با گردید و روح را هم بهای نفس مجال تنگ شد و قریب تر شد که نفس اماره بر روح غالب
 آید که عاقبت کار توبه عیبی بنهاد **و لا یجوز فی ما یجوز** و بی با بدو روح بر جاست و مفهوم معنی
 که در این کتاب هویدا شد و از سند شریعت حکم قول فیض با صلاح ذات البین تبعیت روح را
 یافته که لطیف این سه مضامین روحانی ببلای خط کتاب مذکور بر دلها کار یکند **ممن انما کان**
علیه قیاز رج الیه چون مضامین سوره عاصیه نفس و معاصیه نفس هم از خصمیه
 کتاب مرافعه قضا و قدر با انضمام هر گرد طبع درآمده است خاکبکه از طرا خط صاحب دلان که این همه
 مضامین روحانی بوده اند معطل نمانده باشند البته دیدنی و صدیقی و بخندنی و دل سوز

همه جان و تن است در دست نگونی تا به بند گشت قبول از تو چشم از جهان پندم فرض کردم که ذلت و خوارم چه کنم آه زین پشیمانم کز دست نخل شوم فسرده بیکه فردا گشتم بحیرت و غور کز انابت توبه بروا روم بچه کار آیدم تو خود فسرده در چنین حال توبه و است نگم توبه آه و آه و آه من که گشتم بری ای کاه بی تو آید زین چگونه درست من که مجبورم اختیار تر است عفو هم از تو ز جسد هم از تو خود عمل کن در دست برادر این هم از تو قبول هم از تو	گر چه بجز تو جا نداشت چه بر آید این ظلم و جور کن عطا چشم دیدن پشت همه پوشی نشان ستاره من که مجبورم و تو کی فحشا پیش تو منقل شوم فردا پس ندانست که هست چنه آب از اشک خود بچو آرم چون مانند طاعت عصا کز یجاد رست این عصمت ماز اسید عفو هم ز گناه بر نیکی چگونه بروا روم من ضعیف نفس خودم و غور تفعل شد با تیرا کو است عقل و توبه را بده توفیق خود کن آن روز از خرافه کنایه من که ناگفته	لیک سیم بقول تو منی است میکنم بر حد آیدم از دست که نه فردا فرو شود پشت لیک دانم یقین که میدانی پس ز دستم چنان بگیر گری این ندانست اگر گشتم امر و بهین با بخش رب زین لین ندانست اگر دمی فردا نه به تن مانند طاعت عصا غضابت این غضب است چه حقاقت بود معیا و آه ای که توفیق توبه هم از ضعف الظالم است و طلب فعل هم از تو اجبه هم از تو بنام بعد ازین ره تحقیق من سوالی که کردم از تو کنایه من که ناگفته
--	---	--

پس همچو ساجات اطلب توفیق توبه از تو اب الرحیم است و توبه علیها حسن است
و اراد که بدون توفیق او باراده و اختیار خود توبه درست نمی آید بلاف لطف اتوب عفو

که بار آورده و قصد از جانب حکام است شرح این سخن پس دراز است که کتابی جداگانه درین باب
 خاص از خاصه این سید نامه بر آورده اند که علیه السلام نام دارد و ذکرش بالا گذشت
 آنچه اینجا که سخن از بیان اسرار غفلت میرود که افتاد سخن بتوجه افتاد اینهم که امر مهم بود
 که شستن نبوده و لا جرم بقدر ضرورت تمام غمان خامه کشیده ام اکنون که سخن بر سر خط است
 باید شنید که چون خوب دانسته شد که این عالم محض خواب است و صفت خواب چیست که خواب
 و حالت خواب خود را مرکب معاصی از قلیل زنا و سرقه و فسق و فجور و قتل نفس و دگر گویی
 کند بعد بیداری هیچ در شرح از او واخذه نبوده است و حدود و قصاص شرعی بر او لازم
 نمی آید بخلاف این اگر حیات و عبادات را مثل ادای نماز یا برکان درست یا ادای حج یا
 یا زیارات عتبات عالیات یا بشارت رویای آنس و زکیات صلی الله علیه و سلم در عالم بیداری
 مشاهده کند تا ثوابات و برکات و ثمرات و تعبیرات نیک آن بی شبهه بعد بیداری به هم
 حال بودن مسلم است خصوصاً رویت آنحضرت صلی الله علیه و سلم بالاتفاق است که در
 زیارت فی البیت می بخشد که در خبرت من کتابی فی المنام که از آن بی خبری
 پس همین معامله و آن کار تمام حسنات و نیات و عبادات که در دنیا غفلت و در دنیا
 واقع میشوند در عالم بیداری تصور توان کرد که در حقیقت و عده بای اجر و ثواب
 موکد و مستوات منصوص و موعود اند و در نیات و عفو و انعام و در گذرد و عید اند
 چنانکه گمان عالم خواب را درین دنیا بعد بیداری در شرح مواخذه نبوده است
 در عالم بیداری همچو گمان این عالم غفلت را بعد از سهو و غفلت و نسیان که مواخذه
 و اکثر و گذرد و انعام و عفو و غفران است که آنجا و عده و اینجا و عید است و غفران
 و عده و عید خود معلوم است که قفای و عده با انقضای علم و قیسی است و در عید

اجتناب من ده چند موعود است که بجا آمدن آن است فضل و رحم و علم و رافت محض است
 همین لطیف و کریم است مراگتاسخ فرمود است به لاجرم چنانکه در اینجا کم شال آنچه بدین
 خوابهای مکرر و مضروب و متوجش و کباب سردان زمانه بعد قدر و خیرات و توبه و استغفار
 بتلافی خود است خواب تعبیر میکند می پندارند است که با چه کباب و معاصی بعد توبه از چنان
 رفیقین شمر طرده اند که تلافی تمام معاصی و کباب و سیئات اینها خواب میکنند که نمیشود
 و خیرات اصلاح خوابهای مکرر می نماید از اینجا است که فضایل و شایسته و توبه و استغفار
 اندکی از بسیار بالا بیان کرده شد و طریقی آن آنچه بتلقای غیبی باستان خود و در میان
 کتاب بزرگ اسلام گذر کش با لاگذشت از خامه گذشت که **الذین یصعبون الذنوب**
کثیر الذنوب که چون بنهاد و لغظ اجابت کمال محبتش با طهارت که غفله غافل و سبب
 برای اظهارش و بکار شد که ضرورت برای اظهار آن باشد زیرا که لذت طعام در گرسنگی
 و لطف آب سرد و شیرین تشنگی است لذت پدید آمدن اینها غفلت و نقص بشیر و طمان
 همچنین شر و فسادات که ظاهر است ضرر و زانی و نامر قد که شدت تقاضای جوی و عطش
 زیاده تر است لذت آب سرد و طعام لذت پذیریم زیاده تر است چون درین لذت و خوش طعم
 فسادات بسیار است که فساد و گندیم عبارت ازین است پس اینها فسادات غذا که بگونه
 غلبه امر ضعیف جانی است بر اصلاح و علاج این هر گونه افویات از نباتات و حیوانات
 و معدنیات پیدا کرد و برای آنهمه امر حق روحانی که در اینجا خواب از شیرین و شیرین
 تولد میکنند فقط یک دوا کامل و خیر و منفرد که فرد واحد است کافی و دوائی نمودن
 توبه است اندکی از صفت توبه که بالا گذشت بکته در از تاثیر آنش که این صفت بر دین
 شد نیز تشدید دارد که هر دو دوا در صورت استحصال تحصیل اثرش فایده آنست

بشود بخلاف این خبر و واحد که تاثیر این بر تمام امراض منکره روحانی و شر و نفسانی و فسادات
 شیطانی قبل از استعمال بخور و قصد و اراده همین که نیت توبه و دل گذراند بگوید من از این
 دل نهادنی بلکه دل دادنی هست فایده یکی از تاثیرات توبه که فقط بر نیت و اراده توبه تر
 میشود و این است که حدیث صحیح از نجاشی و مسلم در کتاب حشرات الانوار اسلام الثبوت است
 که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نفری را دید که شخصی ابو سعید نامی و زنی را به یکی از انبیای صحیح
 بود و نو و نه کس را بگناه قتل کرده بگنایان خود مادم شده بار آورده توبه پیش عالم
 زمین رفت و بجانب راهب آن زمانه رهبری کرد آن قاتل پیش راهب رفته حال
 قتل نو و نه کس را نمود گفت که توبه من قبول است یا نه راهب گفت که قبول
 نتواند بود و آن خونی قاتل را تا ضبط نماید فوراً راهب را قتل نمود و بگفتی مع این
 کس را بگناه کشت ای طمعه و غیره مقام سراسری نباید گذشت در باب که این را در
 وقت با همه زهد و پیاپیت و تقوی و طهارت که راهب وقت بود و محض بپرستش بود
 که توبه را قبول نمی کرد و چه چیز را بپرستش و چه انصاف که حقوق و باد و خون و انانی خود بود
 و شهادت و گدازه بود و نور القتل و سید از شما بر نشان تو ابی و عثمانی توانست که در
 و عده شبه و تر و درون چنان تخریب دارد و شکایت که آن قاتل خونی پیش راهب توبه
 پرسید که با این همه جرایم امید توبه پذیر می بوده است یا نه گفت نعم یعنی بلای بوده است
 این در گدازه و گدازه توبه میدی نیست و صد بار اگر توبه شکستی باز آید اما اینکه توبه می کرد
 را بجا نیامد که آنکه در عبادت خدا است غرق بود و در بنظر این که از جانب خانه آن عالم
 زنده است چنانچه خود در جوع گاهی که زمین معصیت است پس بجز خونی بدین
 بار آورده توبه چنانچه بزرگانی این روایت شد که بمیان راه و توبه آن قاتل مجرم افسوس

پانجا ملائک عذاب و رحمت در رسیدند و با هر که نخواست که رحمت کند که این
به نیت توبه میرفت که زندگیش و فانی کرد آن عاقل الذنب قایل التوب را که در هر حال نیت
است لاجرم حق مغفرت و رحمت است و ملائک عذاب را بعکس میگفتند که آن نیت فقط اراده
بود که آنهم بوقوع نیامد و این قتل نفوس بعد از آنکه الکبایر است صد بار بوقوع آمده لاجرم هر
مستحق عقوبات و عذابات و در نجات است تا اینکه در میان کلت نخواست و شرنگان فرستاد
بجای عفو بصورت آدمی مجسم شده در رسید و در میان ملائک رحمت و عذاب بطور ثالث هرگز
چنان بجای حکم احکامین حکم کرد که مقدار و مسافت و سمت زمین از مکان مجرم با مکان بدن
از باب توبه چپایش کند هر جانب که مقدار طول ارض زیاده باشد موافق آن حکم کرده شود
این طرف زمین اجد احکم شد که از هر طرف خود را فراهم آورده جانب توبه را قریب جانب
را بعد کند تا اینکه بعد چپایش و مقاسات بقدر یک وجب جانب توبه قریب فیه شد که
حکم ملائک رحمت و تشنگی گرفته رحمت حق رسانیدند فقط پس معلوم توان کرد که هیچ معاملات
و ظهورشان توأبی با اسم انبیای سابق بود و این خود معلوم است که در ائمه ائمه سابق
صورت قبول توبه بخت و شوار بود که توبه است حضرت موسی علیه السلام مجرم کاذب و ستمی بدو
قتل از دست خود قبول نشد پس هرگاه که مرتبه شان توأبی با اسم سابق باین غایت است
فکلف که باین امت هر چه که پیشتر بر فرازل حاکم قدرتش بر لوح محفوظ حکم او رقم زده است
اممت صفت و مادیات چنانکه بجای خود و قصیده مناظره گفته شد بعد تحریر است
دیگر چون قلم آماده شد تا جزائی آتش سازد رقم چون گیران صحیح از قریب آمدن آتش
و فتنه شوق شد قلم به بیت حق آنزان تا هزاران سال مشغول است شوق ماندن قلم بکاین
تشنگان حاکم گویند از همین باشد نشان است مذنب بودند از رب و غفور چون

زیرا که آنکه کتب کلام این را چنان به پس زخم زخم قدرت معانی حکم را که فیضیه
 این رتبه بشود بجز در پیغمبر این به وحی سبحان اللهی آنست که بعد از حیران رسید به جانب
 شد از بیت المقدس تا کمان به رتبه باش از عرش و کرسی و ملائک و رگدشت به قرب او
 تا قاف توسین است او ادنی بدان به آدم بر اصل سخن که حدیث مذکور از سید و بخار
 در کتاب مشارق الانوار که معروف و مطبوع است مذکور است فایده نظر آتشین این پیغمبر
 باراده و نیت توبه با هم انبیای سابق است فکیف که باین است معرجه و صورت وقوع
 توبه بر توبه این بر تر است احاصل که این عالم غفلت و نفوس بشر را تیره محض باینه فتنه
 فساد و بیهوشی و غفلت آفرید تا سبب گناه نبی آدم شود و خواب غفلت بدین صفت آفرید
 تا صورت توبه و استغفار گناهان عالم خواب و غفلت را اعتباری باشد و بجهت توبه و استغفار
 نشان توایی و بخاری را جلوه دهد که عبارت از کتب مخفی همین نشان توایی است و سبب توبه و استغفار
 از گناهان عالم خواب حسابی نگرفته سوامی آخرت گناهان همه سیئات و حسنات بدین
 چنانکه تبارک و کفاره خوابهای سنگره این عالم غفلت بعد از غفلت و خیرات میکنند و فایده
 از اینهاست که هر کس که در این صدقات چه قدر کند است و آخره و اولیات آن توبه و استغفار و انوار
 ای الله یا خذ الصلوات فی یوم القیمه و در حدیث شریف و استغفار
 الصلوات فی یوم القیمه ای که اندکی اگر کیفیت و ماهیت حکمت و مصلحت استغفار خواب
 و اسرار غفلت نشان داده شد اکنون اندکی از ان عالم بیدار هم باید شنید چنانکه بیدار از خواب
 این عالم چشم کشادن است همچنان بیداری از عالم چشم نمیدانست همین که از چشم بیدار
 بند شد آن چشم باطن کشا و پس باید دانست که متقابل این عالم خواب و عالم بیدار است
 چنانکه خفتن این عالم غفلت از چشم بستن و بیداری از چشم کشادن است همچنان متقابل

این بیداری ان عالم بیداری و چشم بستن است و وجود خواب در عالم بیداری صورت
 نمی بندد و نیز که عالم بیداریست که گفته شد به خواب غفلت و باری بصر بر همه چیز
 چشم نمیدشود و آن زمان شود بیداری نمونه اش و چون دنیا بدین که ما را نیکو از چشم ظاهر
 تمام دل و طبیعت و خواص جسم بجز کما بهین عالم ظاهر دخول و متعلق است و این که چشم
 ظاهر بیدار کرده بسیر باطن توجه شود می آن دیده یا بطن یکشاید که گفته اند به اسیر لذت تن
 مانده و در گذر تیر به چه عیشها است که در ملک جان مسا نیست به پس همچنان هرگاه که قطعاً
 این چشم ظاهر بر پرده موت بند شد آن چشم باطن بخت و بخت و گشاده شد و بواقعی از رخ غفلت
 بیدار شدی و در عالم بیداری و هو شیاری اید و حال خالی نیست با آتش حشر است که بر
 روح و دل کار میکند و در عبارت ازین است **نَاكِرُ اللّٰهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَخْلُقُكُمْ**
عَلٰى كَيْفٍ تَخْتَارُ از صفت این آتش است که از چشم دیدن کاری ندارد و کارش خاص است
 یا بقا این راحت نیست است آن راحت و جدائی هم بر دل کار میکند که بیان نمی آید
لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَ لَكُمْ مَّيۡدَٰنُ عۡشَآءٍ وَّ مَّيۡدَٰنُ صُبۡحَآءٍ وَّ مَّيۡدَٰنُ اٰخِرَآءٍ وَّ مَّيۡدَٰنُ اَوَّلَآءٍ این است
 است و مفهوم منی که تا کنون بیان نموده است و برای هم آنچه فرموده اند از نفس تیر بر این
 چشم نداده اند و هنوز از دیده دل هم محض کرده اند که منی باید که لا تعلم نفس ما
اُعۡطِيَ مِنْ قُرۡآنٍ اَعۡلٰی پس این دو صورت بعد چشم بستن ازین عالم خواب ان عالم
 بیداری تسلیم است و آنچه در صفت این عالم غفلت بالا مذکور شد که منی ویر و زام و زیاده
 نمی آید در عالم بیداری خلاف این است که هر خریات ازین عالم غفلت تا مشرب است
 این را انکی به بیان واضح بگویم النفس المدعاه و خاطر شهید لا جرم بگوشت دل با شهید
 که آنچه از حال این عالم غفلت بالا فرشته شده و معلوم است که بیدار شدن از عالم است

درین عالم اجسام و نفس تن که چند روز گرفتار است بر صفتش و حکمتش که دفتر دفتر در کتب
 اخلاق عموماً و در تصانیف حجت الاسلام ابو حامد محمد غزالی علیاً الرحمة مثل زراذل الآخرة
 منهاج السالكین احیاء العلوم و کیمیای سعادت خصوصاً و افصح تر است محتاج بیان
 نبوده است و اینهم معلوم و عقیده همه ما است که روح را قافیه نبوده است بعد ربانی
 ازین نفس تن بحیات جاودانی میرسد پس بتاثیر این عالم خواب حال روح نیست که هیچ
 از این عالم سابق یا دیر از او که قبل آمدن درین جسم خاک کیجا بود و چه حال داشت و چگونه
 میکند را نیکو یا نیکو مرتبه پس بلند و بالا تر است کسی را بسبب کمال غفلت از حال شکم و
 و ایام شیر خوارگی و صغر سن هم هیچ یاد و خبر نبوده است تا اینکه سخن دیر و زامه و زیاده
 و شعری که مخفی گفته ام خوب یاد دارم یا او را و دو طایفه که هر روز و روزی بآن میخوانم
 بعضی وقت چنان سهو میشود که هر چند به فکر و غور یا میگوینم هرگز بیاد نمی آید و بیروت و دیگر
 خود بیاد می آید این صورت غفلت که بهر خط بر هر قدر و بیشتر درین عالم غفلت ثابت و حقیقی است
 محتاج شرح و بیان نبوده است و کسی را که اندکی هم از این عالم بیاد و یاد نبرد و درین عالم
 نماید قبول سعادت که نیست است از ازل همچنان شان بگویند و بهر یاد و فالوبی و جزو
 که را درین نیرم ساغر دهند که داری میوشیش و در دهند و منتهای کمال غفلت
 اینست که اگر کسی فراموشی دیر و زده این عالم را یاد و یاد کند که شما همچو وعده وافر کرده بودند
 البته بیاد می تواند آمد مگر فراموشی و دیر و زده آن عالم را اگر یاد هم و مانند که دیر و زده
 عالم ارواح بر ذرات است با تو خیال و عده بپایان آمده بود هر چند بمقام عقیدت تسلیم
 تصدیق میکنند مگر بیاد هرگز نمی آید یا اینکه بمقام تصدیق و حسن عقیدت میگویند نه بیاد
 چه میگویند که عمارت همان کوی دلداریم و انحراف از منش و زینت لاهوتیم الح اگر پیوسته

که صورت و نقشه آن کوی دلدار و آن تلخ درخت الاهوت اگر یاداری بیان کن که چگونه
است تا از یاد خود هیچ نتواند گفت باری آنچه در کتب عقاید دیده و شنیده است بیان کن که
نه از یاد خود زیرا که اگر یادش بودی هوش گفتن این لطم سوزون و درستی در حق تافیه
که بودی سخا که از که خبر شد خبرش باز نآمده پس اینکه حال بی عالم غفلت صریح ظاهر است
بر هر کس میگذرد و هر کس میداند اکنون بمقابل این حال آن عالم بیدار می باشد بیدار شد که بجز
بناشدن چشم حیات از پرده مرگ عالم بیدار نیست در آن عالم بیداری و هوشیاری
یک یک حرکت و سکون و یک یک سخن و یک و بدو هر خریات خود و نوشتن این عالم خواب
تصحیح تمام یابد و خواهد آمد چنانکه خوابهای این دنیا بعد بیدار شدن اکثری آدمی باشند که بیدار
میکند و تعبیرت پیچید و کار نایک درین بیداری دنیا می کنند و در عالم خواب هرگز بیدار
نمی مانند مثلاً کسی از عزیز و اقربا و دوست و آشنا را در دنیا بعد مرگش خواب بیند بجز
بیادش نمی آید که از مرگ آنکس سالها گذشته اند که خود گور و گفن کرده فاتحه بر او می بخواند
اکنون چگونه زنده خوش و خرم سخن می کند زیرا که اگر از حال مرگش در آن عالم رویا بیاید
آدمی البته تغییر شدیدی و از حالش پرسیدی که ترا از دوست خود گور و گفن کرده ام اکنون
چگونه زنده بدست تو رفته ام این که این خواب بیننده بیدار شد همه حکایت خواب که بیدار
سخننا گفته و شنیده بود و تا می یابد است پس اینضمون نموده است ازین که مضامین
عالم خواب در بیداری یاد می باشد که مضامین آن عالم بیداری درین عالم خواب که تا
دنیا است چگونه یاد تو اندانند این نمودار صریح که موافق عقل است عقل کبریا می یابد
اکنون تلافی نفس و دانی هم باید شنید که او تعالی جلشانه در صحت غریز خبر میدهد که این شب
میوه ای بهشت خورده محفوظ شده با بکیر گیر خواهند گفت که این میوه مثل انار یا

۹۴
 خوابا انکسور بوده است که در دنیا مثل این بخور و دم حکما گفته و رسول گدازده قضا
 منها من ثمرة نورا قالوا هذا الذي عرفنا من قبل یعنی این ثبت
 هرگاه از خواب که دیوه برای بهشت خواهند خور و با هر که خواهند گفت که هلاک الذي
 من ثمرة نورا یعنی این آن دیوه است که پیش ازین در دنیا میخوردیم پس اگر کسی خریا
 این دنیا و انعام بسیاری یاد داشته باشد چنانچه در دنیا نماند و بهشت نماند که
 از دنیا است که در انعام بسیاری یک مقام خاص برای معرفت و شناسایی و گفتگو
 بهر که رسیدن است که نامش اعراف است و گفته شده اعراف مجهول است که با هر که تواند
 و شناسایی در انعام پیدا شد که میفرماید و نادای اعراف عرفی جلاله
 بیست و هفتم یعنی نذر خواهند که در اعراف آن مردان که خواهند شناخت از هزار
 پیرین چهره در دنیا آنگاه باز میفرماید و نادای اعراف اعراف بی بیان
 و میفرماید و نادای اعراف اعراف علی هر سوره اعراف پیر بیان
 شناسایی هر که گفتگو می بگوید که است که محتاج بیان نبوده است و هم از اینجا
 که میفرماید یومئذ یبذل که الانشائی که الله یعنی در آنوقت انسان
 خواب غفلت بیدار شده پندیر برخواهد شد و کجا مفید است در آنوقت پندیر برای او مفید
 و اوست که در انعام بیدار هر یک از غفلتها انعام پیدا شده بیکال حسرت خواهد گفت
 و التي قد حیاتی یعنی ای کاش که ناز و دنیا زنده بستم که ترک معاصی و بوی
 نذا فی همه غفلت با تدارک میکردم پس اگر نافرمانی و غفلتها می انعام غفلت و ترک
 عبادات و حسنات از غایت غفلت در انعام بیداری یک یک بیا و نخواهند آمد چه حیرت
 و تعجب چه خواهد بود که همین یاد آمدنش ناید از شغال آتش حسرت است که نمانش

دو رخ است و همین یاد آمدن ناگامیهای دنیا و محرومیه از نعمت های دنیا بدین نور
و خوبیهایی همیشه بایستی بهشت فائده وصل بعد هجران لذت آتج طعام در گرسنگی و تشنگی
خواهم بخشید که ناشی بهشت است پس عده ترین حکمت و معصیت الهی در غفلت های این
عالم خواب و نهوشیاریهای آن عالم بیداری صحیح تر نیست که لذت آتج طعام در گرسنگی
و تشنگی است چنانکه قدر وصل بعد هجران و قدر صحت بعد بیماری و قدر عافیت بعد مبت
است پس در گرسنگی و تشنگی در صورت نایابی می باشد که در صورت یاب بودن بیشتر
همین آب سرد و سرد ظاهر است و در حالت نایابی قدرش در گام با هر چنان بیشتر
و وصل معشوق در حالت استراحت و در وصل ظاهر که از صورت و قرب زن نفرت میشود
حتی که مجنون هم بسبب این را بعد استراحت و وصل پس از سه سال بعد نکاح طلاق داده بود
که در مدت وصل شب و روز سه ساله آنقدر سیری شده بود که نسبت به طلاقش رسید
چون بعد طلاق نکاح لیلی با دیگری شد و مجنون از قراق و جدائی قطعی واقع شد باز به
عشق سابق بسبب نایابی با چنان جوش زد که کار بدیوانگی و بادیه گردی کشید این همه
بادیه پائی او و مجنون او چنانکه معروف است بعد طلاق لیلی واقع شده است که آنرا که
بکمال سعی و کوشش بایستی یحیی بن فرزند خلف حضرت صدیق اکبر رضی الله عنهما کمال
تفقدات و حسن تدابیر حضرت امام حسن علیه السلام از شوهر ثانی طلاق یافته بار دیگر
بنکاح مجنون درآمد هر چند این روایت صحیح خلاف تنویات متعارفه است مگر صحیح
همین است که یکی از شعرای متأخرین که تخلص ناصر است از تاریخ نقیضه و غیره نقل
بنظر صحت روایت با وجود بودن تنویات کثیره از استادان سابق توشن نقل
کرده است و وجه نیودن این روایت صحیح در تنویات استادان چنان می نماید

که در آن شویات نظر بر بیان شورش های عشق بوده است نه اظهار ریا پرستی و انی خیال که
 شوی زلیخای جامی که آنچه از عجائب قدرت های الهی صورت ملاقات پدر و سجد کرده
 و مصاحبه و عفو و استغفار بر برادران و شناسائی همه دیگر بمیان برادران و اتهام درو
 به برادر حقیقی بابت سپاسه کین زرین که تبصریح و تفصیل تمام در سوره یوسف واضح است
 هیچ ازین سنن امین در زلیخای جامی منظوم نبوده است بخلاف این حکایات
 شورش و بهیچاریهای زلیخا که در کلام الله نبوده است بجهت مبالغه نشاء و افتر
 بوده است که محتاج بیان نیست از اینجا است که حال همه شویات عاشقانه و شاعرانه
 لیلی و مجنون هم برین نمط توان دانست که عاشقان و شیاعران را به تحقیقات چه
 بر آواز و لایبستی کننده آدم بر جمل سخن احاصل که بدون در و بجان قدر
 و جمل نبوده است کسی قیمت بندرستی ساخت که که بچند بیچاره در تپ گذشت
 پس بهر نعمت و دولت این دنیای فانی که زوالش در پی است بسبب کثرت و
 اندک استیلا و غرضی و قدرت و لذتش در دل نمی ماند که بمنزله حادث میشود و کیفیت که
 نعمتها و لذت های عالم جاودانی که هرگز بیم زوال ندارد پس در بهشت کثرت و فرا
 بهر نعمت که تصور کرده آید ظاهر و باطن نیز یقینی پس اگر از ان سیری و تسکین نشد
 اینهم مرض و کمال مصیبت و بلا است که چون مرض جمیع البقر و استسقا با هر طبع
 سیر نشدن نتهای مصیبت و آزار است و نشان بهشت است که در و بیچگونه بلای
 و آزاری نباشد که گفته اند بهشت آنجا که آزاری نباشد کسی را با کسی کاری نشد
 لاجرم سیری و تسکین از ان نعمت با هر نمط ضرورت باشد که از لوازم بهشت است و در صورت
 سیری آن لذت و قدر آب و طعام که در گرسنگی و تشنگی است و لذت و جمل

بعد حیران گما که عادت و سیر می است که از فرید عادت و را و ویات و سمیات و مسکرات
 بر طبایع عادت پذیر تاثیر باقی نمی ماند که دوایم از کثرت و مداومت غذا میشود و فایده
 و دو اکثر می بخشند و کفایت کان کذا پس از اینجا فواید فراموشی و غفلتهای این عالم غفلت که
 هیچ از ان عالم بیداری یاد نمی آید و هم فواید بیداریهای آن عالم بیداری که یک یک
 از حالات و معاملات و جزئیات این عالم بیا و خواهد آمد بیدار دل توان دید و بخندید
 آری در ان عالم بیداری که یک یک از مصائب و تکالیف و گرسنگی و تشنگی و تهیستی و تنگی
 و صدمات و درم حیران و بیاریها و هر گونه مصائب و الالم این دارالحزن و البلیات کلمات
 و با هر اندوخته و بیشتر در هیچ حال بقدر حال خودش از ان خالی نبوده است هر دم
 و یک یک بیدار دل پیش نظر خواهد بود و خصوصاً هنگام ویرین هر گونه نعمای حاصله
 بیا و خواهد آمد که این همان نعمت با است که در دنیا بحسرت آن می مردم و دنیا فیه تلین
 این یاد آمدن لامحال فایده لذت و صل بعد حیران و آب و طعام و ریح و عطرش خواهد بود
 که صیغره بیدار کلوا و اشربوا هینکما ما اسلفتم فی آیام النکالیه یعنی بخورید
 تا شناسید چو شگوارا بفرجه بعوض آن نعمت بومی دنیا که نیافته بودید و در ایام حالیه دنیا بحسرت
 گذرانیدید و در آن خود در دنیا و این یاد آمدن هر نعمت دنیا از ان آیه کریمه ثابت است
 که بالامر قوم است یعنی قالوا هذا الذی کنتم قائلین انکم بهتان بعبادنا و انهم یبطلون
 و سکا راست که اگر شمه هم از لذتهای آن عالم در لوح و در دنیا غفلت بیا و آید یک ساعت بزم
 دنیا و بال جان شود و هرگز بر هیچ چیز از نعمت بومی دنیا دل نه نشیند و این همه کار و بار عالم
 غفلت بر هم خیزد و کسانی را که اندکی بیا آمده است پیشتر حال ترک و تجرد آنها بخاموش
 که است از انزل همچنان شان بگوش و بفریاد و حال و دل و زخوش و مرتبه یا و انعام

که نفس بلند است کسانیکه بگوشت یقین شنیده اند گفته اند **ما متیمان کوی دلداریم**
 سرخ بر نیا و دین نمی آرییم پس صحت غفلت هاسی این عالم غفلت و هوشیاری با
 آن عالم بیداری از همین جا توان دید و نظیر این که نخست هر یک بطریقی آید پیشتر بیان کرده شد
 که در همین زندگانی دنیا دیده می شود یعنی خوابهای که در دنیا چنگام خفتن می بیند و بیداری
 تمامه یاد اند که باین میگویم و تعبیرات می جویم و کارهایی که در بیداری دنیا میگویم هرگز در حالت
 خفتن خواب دیدن بیاور نمی آیند حتی که عزیزان اقربا فرزندان و دستان را پس از مرگ
 آنها خواب می بینیم و صحبتها بخواب میداریم و مکالمه با هر که میگویم و انقدر در آن عالم خواب
 بیاور نمی آید که این کس وفات یافته بود و در دنیا بر سر قبرش گریسته ایم اکنون چگونه در دنیا
 بدستور شسته سخنان میگوید در عالم زندگی هر چند از حالات ولادت و رضاعت مادران
 رایگان بیاور میداند که تو چنین و چنان حال داشتی مگر من هر چند بسبب چنین و این چنین
 یکیک تصدیق یقین میکنم لیکن ممکن نیست که مثل و گمقدمات زبانه ادراک از چنین و آن
 هم بیاور تواند آید پس این ناشی عالم غفلت که صریح و ظاهر معانی هر فرد بشر است بمقابلت
 معاملات جزو کل که در دنیا غفلت بیاورد و بی هم بیاور نمی آید در آن عالم بیداری خود بخود بیاور
 خواهند آمد که عالم بیدار پس این دنیا غفلت انقدر زبیم بیداری هرگز با اختیار خود
 نبوده است که بعضی هوشیاران کامل و حکمای الهی سابق را انجانب الله حاصل بود که
 هوشیاری کامل بایه برمی این عالم غفلت است چنانکه بالا تشریح و بسط تمام شرح داده شد و اینجا
 که در شرح هم هیچ هوشیاری حکم نموده است که تکلیف مالا یتعلق است باراده و اختیار خود
 که **لَا تَكْفِلُ لِلَّهِ نَفْسًا إِلَّا وَشَهِيدًا** آمده است بقدر طاقت بشری آنچه حکم است
 در آنهم هر گونه آسانها و عذرات سموت که **يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّيسَةَ الْأَثِيمَةَ** است

پس همین قدر بیداری را که در دنیا غفلت با اختیار و امکان بیشتر می‌گردد است شریعت نام است
و برای همین انتخاب و اجرای احکام شریعت یک لکن است و چهار انبیا و دنیا و دنیا طلبانند
و علمای زخون فی العلم را استهانی نیست برینم اگر بقدر امکان و اختیار خود بیدار نشویم
و انقدر در دنیا غفلت بهوش باشیم که بدون توبه از این جهان روییم ما در عالم بیداری
تعبیرات همچو خوابهای خطرناک خود ظاهر است لا ابرم در دنیا و خیانت نیست بایدیم کرد که
خوابهای درست و نیک دیده در عالم از تعبیرات نیک بهره مند شویم چنانکه در دنیا و دنیا
اگر خوابهای نیک می‌بینیم از برکات و ثمرات و تعبیرات آن در همین عالم بیداری بهره مند
میشویم چنانکه بالا تبصریح تمام مذکور شد پس در دنیا غفلت این بیداری ظاهر را که شریعت
نام است همین احکام شریعت را از عبادات و اعمال اگر حکم شارع درست بجا آورد و اسدانه
خداست که باطنش را نیت ظاهر و بیدار کند که **وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِينَا لَنَهَبَنَّ لَهُمْ سُلَيْمَانَ**
سَيُفْرِمُ لَهُمْ بِمَا يَشَاءُونَ باری طهارت ظاهر و باطنش نیز حق کند ظاهر و پس طهارت ظاهر از شریعت
نام است طهر لقیض از غسل وضو و استنجاء و غیره که در کتب فقه و رسایل مختصره نظم و شعر در
و فارسی متعارفست محتاج بیان نبوده است شریعت بمنبر که لفظ و عبارت است و باطنش
را طهر لقیض نام است صورت طهارت و غسل باطن از توبه و استغفار و تقوی و پرستش است
که اندکی از قوای توبه و استغفار بالا مذکور شد و بطریق و دعا غسل باطن که هرگز خیال توبه شکنی
بخاطر نه آید و بنیای توبه را باطل نکند در کتاب طهر الاسلام نشان داده شد و باطن طهر لقیض
را حقیقت نام است و باطن حقیقت را که حقیقت تحقیق است معرفت نام است که شرح
این پس در از اندکی در کتاب مشاهده است که از ختمیه طهر الاسلام است از حاکم این نامیه
بر آورده اند پس شریعت بمنبر که لفظ و طهر لقیض بمنبر که معنی و حقیقت بمنبر که دعا و معرفت بمنبر که

فلسفه است تمام شریعت یقینی است و مقام طریقت علم یقینی و مقام حقیقت یقینی
و مقام معرفت حق یقینی است که عقل و علم را در اینجا با نیستی گفته اند این عجب است
که در پیش آمده است به عقل منفس علم در ویش آمده است به زیر که عقل انسانی پر
خطاست به آنچه در عقل تا یاد آن خداست به چنانکه کار افتاده شیراز گفته که اگر مرکب
عقل را بپوشانند به غنائش بگیرد و تخمیر است به پیش شریعت عالم را سوت است که یقینی
در کار و طریقت عالم ملکوت است در اینجا کار را بعد از یقینی است و حقیقت مقام چهارم است که مرتبه
عین یقینی است و معرفت عالم الاهوت است که عین عین یقینی مقام عشق و محبت است که
کار افتاده شیراز اشاره به این مقام کرده است از اینجا بال محبت پیری به و فرقی بسیار
عشق و محبت در آن است که اندکی بقدر مساعدت و قوت و اما در روح الارواح از خاصه
این سینه نامه در کتاب تفسیر الاسلام بر آورده اند شرح این پس در اول است این که مختصر
به بیان آن بر نمی آید از مرتبه و ماهیت و مقام عقل عشق در کتاب سینه نامه
عشق است و نیز نشان مرتبه محبت که از مقام عشق بالاتر است در کتاب و تفسیر محبت از رو
آیات قرآنی باطن تمام ازین جامه بر آورده اند فیه نظم شده پس بدانکه این کتابی کاظم
در اینجا اجمال هر شریعت ظاهر است و نیز همین کار نفس شریعت را موارست و هر که معاف و مغف
نبوده است که بعد از آن شریعتی که قضا و کفاره آن برده ان کنتم صریحا او علی سوره فیه
صراحتا که طاعتی از دنیا و شکسته یا و مرعین هم بقدر احوال هم قبول است و زیاده از حد
طاعت تکلیف نبوده است که سینه نامه را یکیش علی شریعت و کلامی که در شرح است
و لا علی المهر که پیش هرگاه که این نباشی شریعت موافق کتاب و سنت و دست نشاند
با کار انسان تا بهین جا است و بهین مامور و مخلوق است و بهین انبیا و کتب سماوی است

احکام شریعت نازل اند چون در مقام شریعت قایم و متقل شده مرتبه ایمان را که مراد
 از کز ویدگی و محبت است تکمیل رسانید بقایات بالا تر که حقیقت و محبت است برسانید
 کار است که منبر بیدار **الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنَجْعَلَنَّ لَهُمُ الْمُحْسَنَ مِنْ**
وَدَّاعًا از اینجا است که سه صرح در شعر کار افتاده شیر از بدین مظهر خرم کرده شده **افشید**
 محبت او نیست به تا که خود جزیه از انسان نیست آدمی را مجال و قایم نیست به این
 سعادت نیرو باز نیست به تا نه بخشد خدای بخشنده به پس کار انسان بقدر اختیار و قیادت
 شریعت است تا امکان خود دوست از طلب نکشت حاصل شدن مطلوب با اختیار مطلوب
 است که هر چه با چسپا پندیده شده خون دل در ره طلب خوردن به به که از راه اسیر
 افسردن دل نیاید و بدین ره آزدون به اگر نشاید بدوست ره برون به شرط یا نیست
 و طلب مردن به پس شال دیگر در مقام شریعت نیست که هر گاه در طعام هر گونه مصداق
 و تمک و روغن و نمک و غیره حسب دستور درست است کار طبایح تا همین جا نیست همین است
 نام است و به صورت وستی این کار طبایح وستی و اقیه هم بقینی است این ذایقه را اقیه
 و حقیقت نام است در اینجا نکته یا یک کار افتادگان چنان یافته اند که بهین طعام را اگر بگویند
 به مصداق طبایح به بیدلی نه نیست تصرف و تغلب بخت بهرگز ذایقه این بان نمی رسد که
 زن منکوحه خانه بکمال محبت و رآب و تمک از دست خود می پذیرد این نکته امتحان سیده
 را که خواهد بجای خود امتحان کرده گیر و پس کار ظاهر شریعت همین کار ظاهر است
 و کار باطن شریعت کار دل است که امش محبت است پس عبادت محبت و کار است
 نه بطور عادت آبابی و رسم بدی که گفته شده این طاعت من که عادت آبابی است
 رسم بدی بود عبادت نبوده اگر از طبع بهشت طاعت کردم به این خود عادت است

طاعت نبود و خوف سبب بود طاعت راه جبری حرکت بود ارادت نبود
 زین خوف طمع اگر بود در نیست که گویند و بود ولی محبت نبود و خوف حجاب و
 طمع و هراس است به البته بجز کمال خلقت نبود و آن خوف و طمع که خوانده در قرآن
 اینست مراد از محبت نبود و از اینجا است که میفرماید و اذ خوفنا و طمعنا ان
 سرجه الله قریب میراث بخشنان پس این آیه عشق و محبت را در پرده شریعت پنهان
 کرد و از ضروریات این عالم غفلت است و اگر درین پرده شریعت ضبط کردن میخواست
 تا مثل منصور شمس تبریز از احکام شریعت مروج العلم شده ازین عالم غفلت بدست
 یا بدست او بریزد تا زبانه شریعت تاویب یافت که حکایات آنها معروف اند پس اگر
 هر فردی بشیر همین هوشیاری باطن نکند یا نشد یا همه کارخانه این عالم غفلت بر سر خود
 از اینجا است که هوشیاران و انما هم بر عایت حفظ این عالم غفلت درین پرده شریعت
 دیده و دانسته فافلان به غافل بسر برده اند و قول فیصل در مقام از مضمون این
 هنوز و آن توان فهمید که گفته شد قطعه در بیان طریق بسر بردن درین عالم غفلت

تصاحت کن نقطه بشرع گردنیا و دین ای	که اهل اجتهاد به عبارت از همین باشد
و اگر چیزی دیگر خواهی بسا در دنیا و دیگر	که اینجا عشق و در کار است عاقل و خنجر باشد
جنان هم یک مکان باشد برودل است	بود اهل خدا عاقل که مشتاق کلین باشد
اگر چه عقل و حکم شرع سا قلمی شود از تو	که عقل شرع ظاهر بین و عیش و در بین باشد
یقین عالم یقین عین یقین شد استمالی	تعام عشق زین برتر بود حق یقین باشد
چو عاشق گم درو شد بر که شایع حکم فرماید	خنجر یا هو و یا من هون آن باشد زین باشد
بود در شرع تهم کلیمت تا باشد خودی باقی	خودی بر حون درو که شرح کلیمت در دنیا

و لیکن در حجاب شرع اینجا پروه می باید
 در حد شرع اگر بیرون قدم زد و امم بلبس است
 نمیدانی که برتر چیست از مقصود او آذنی
 که عشق از دل تعلق دارد و ظاهر او باید
 بظاهر شرع می باید که بر ظاهر او بگوش
 وقوع فعل در ظاهر در اینجا شرط نند
 حقیقت سر او باشد و گمان او و حب
 چو فانی گشت و تخلص رفت مرفوع اظهار
 غرض دانسته می باید چو نادان اسیر بر
 که باشد کجایر محسوس فی هذا آغشی
 چنین باوان که شاید فرط طاعت و خجالت
 زایل آنجه بلبس همین نادان بود مقصود
 ظمیر این عالم غفلت بظاهر غفلت و عیاست

این ره لبس خطرناکست و شیطان این را
 معنور اینجا فریب نفس نزدیک می بیند
 در اینجا خود همین مسلوک او شرع دین باشد
 که تقدیم بر محبوب رب العالمین باشد
 بیاطین و حقیقت باش سالک خنجرین باشد
 و آن شفق ای کسب که به الله نذرین باشد
 برای ستر او این پروه شرع متین باشد
 پس از فانی چو باقی ماند و شرع عبودیت
 نه آن نادان که باطن هم غفلت هم بیند
 چو شد فی هذا آغشی بلبس القصد
 که اعمی از دیدار اله الف المین باشد
 نه آن حق معاذ الله که از پیشوایان
 بظاهر غافل و متشیار باطن نذرین باشد

پس اکنون توان دانسته که صفت و کیفیت و حکمت و مصلحت این عالم خواب
 و طریق ماند و بود و لبس بردن درین عالم غفلت همین نمط در اتباع شریعت است
 است و آنکه تشیل نسبت طعام بالا فر قوم است که هرگاه همه مصالح آب و نمک
 و آتش درست یافت بدستی و ایقه اسیر است و اگر همه مصالح آب و نمک درست
 باشد یا کم زیاده شود یا احتراق شد یا خام ماند همه و ایقه ناقص شد هرگاه ذایقه درست
 نشد تا همه محنت و درستی مصالحه آب و نمک را یگان است بلکه معرض خطر و آیه بر حسب

طعام است که قوی الی الصلوات الذین یمنهم عر صلیو علیهم ساهون کما انهم
 اشاره از همین طعام است پس درین طعام شریعت که عبادت ظاهر است آتش محبت
 و کار است در طبع بهشت و خوف و دوزخ که آن ضرور است نه به اگر راه و کسل و کاستی
 و بیای که آن ذات غنی به عبادت پروا ندارد و کفر نماید و اذ آقا صلی الی الصلوات
 قاصوا کمالی لمن یکن یکن ذلک الی صلی و لا الی حق کلا
 لا جرم چون محبت منفر جان عین ایمان است که سفیر مایه والذین استوا انشد
 حکایت الله طهرین آتش محبت هرگاه تیزتر شده از حد اعتدال در گذشته احرار میگرد
 و امین عشق است چون عشق آید همه طعام شریعت محترق بشود از دایقه اعتدال برتر
 و کارش تیر و کشید که در آن حال افزوده شمع بهیت برآمده از دوزخ عقل جدا افتاده مایه
 برتهی این عالم غفلت و شریعت میشود و لا جرم این را داخل مرض نبوده اند و فساد
 و لغزشات این بسیار است که دام الیس است و دنیا فریبهای نفس بسیار بخیان که
 و قطعه مرقوم بالا نوشته شده از حد شرع که بیرون قدم زد و دام الیس است و بخور
 انوار فریب نفس زدن می بین باشد پس رساننده بمنزل مقصود و محبت است و عشق
 است که مرقوم بالا نوشته شده و الذین استوا انشد صلی الله علیه و آله
 از طعام خیر پیدا هرگاه گذشته شد از تنبلی منطوقه نه از محبت بهای عالم کرد و از محبت
 خیر آدم کرده از محبت بود و دیار راه و صلی الله علیه و آله و حبیب الله علیه و آله این است که
 شان معرفت است گفت گذرا دلیل این چیست است که کس را شرفش
 آگاه و خیر حبیب خدا رسول الله ذات پاکش محبت مطلق و منطوقه بهای بخت
 محبت حق به شد و چون محبت از پیش به زبان حبیب خدا بود و لبش به نرا که الله

فی تحفیه + خصص الله فی موهبه طه انحصر کر نشان محبت پس بفرست و در
 اسرار المحبت و اسرار حکمت و اسرار عشق بسطه تمام یافته این بحال که محققان
 بر نمی تابند کار سفر جهان چنان بر دل کثا و نکه و نور محبت را عشق نام نهاده است
 بلکه عشق و محبت با هم متضاد و متناقض اند صفت محبت و گراست و نشان عشق و گر که
 عکس آنست این را خلقت گویند کمال عقل و شریعت با محبت شریک است و از عشق
 از اول منزل جداست پس فرق میان عشق و محبت از همین جای پدید است هرگاه عشق
 آداب احکام شریعت را از غلی نماند و محبت عین اتباع شریعت است و شریعت عین
 عقل است پس اگر محبت و گراست تبعیت شریعت ضرور است که منیر و بر قلب انوار
 فی موهبه الله فان یعرفنی یحببکم الله ط پس از همین جا توان دانست
 که عشق با محبت و جالت و احاطه نمیتواند شد که جمع ضدین محال است و شرح این پس
 در آنست که بعد از امداد روح الارواح در کتاب طه الاسلام صورت فرق میان عشق و محبت
 واضح تر ظاهر شده است من استراحت الا طلاع فلیکن فی عالم
 راقیه خانه مومن و خست کافر گفته اند که در ضلوعه است الدنیا بجهنم و فی مذهب
 و جنت الکافرین در شکستاف این نکته باریک متداول در گردانند و کار بسیار
 نرسید یعنی مومن اگر چه فاسق و گنهگار باشد مگر بمقابل کفر القبه ایمان را شرف بسیار
 باز چرا با همه شرف ایمان اتحقاق سخن در عالم بهرسانید و کافر با همه کفر و شرک اگر چه
 حسانت و خیرات و صدقات بجهل آورده باشد بر دولت ایمان چگونه ترجیح تواند یافت
 که با همه کفر و شرک دنیا بر ای او خست تقدیر وید و مومن را با همه ایمان و اسلام سخن نرسید
 نسید گردید که در عاقبت هم از مواضات اخروی اطمینان حصول خست بود و تو می بینی

لا یزیم چنان می بایست که مومن را در هر دو جهان برین و دنیا برین شرف و کرامت
باشند کافران بسبب شرک و کفر در هر دو جهان بنده خانه و سخن باشند تا آخر کار و در هر دو
جهان در آرزوی هر قوتی آن محب صادق علیه السلام مفهوم معنی این خبر صادق چنان
است که در هر دو عالم بر ظاهر و باطن و در هر دو عالم در میان و احوال قلبی
در میان سخن حدیث شریف **الدنیا میانی** یعنی **الدنیا میانی** بین **الدنیا** و **الدنیا**

تو فریاد اندر نفس معنی است	ولی کافورین چون در دنیا	بر هر دو جهان در هر دو عالم
بسیار کافران جنت نمی است	که مرغ اندر قفس زلبه قید است	یعنی شکل از آفرین است
ازین اکثر مصائب مومن را	بسیار کافران را راحت ازین است	ولی یک نکته دیگر درین است
که راحت و قفس هم مومن است	کسی که در قفس پروردگار	بر دو عالم راحت است که خدا
خود و خوش و دنیا و تلذذ هر	همی میکند به چنینی خواست	بهر دو عالم کارش را کس است
نگر هر گونه حفظ از شر احد است	منفید و مصالحت کارانچ باشد	رویت کند از نوعیک زیادت
هر او را در قفس هم راحت و پیش	چون شد از او خود راحت دنیا	گرچه غمگین و غمناک است و دانا
بر است تمام دنیا هم در آنجا است	خلاف آنکه در صحر است از آنجا	غم دنیا و فکر دانه از آنجا
پرورش بالمش با هر گونه است	و بالمش را الیک هر دم نزدیک است	باز و کشش و صید و شکار
نه کس مانع نه پرور اگر برود	و بالمش را الیک هر دم نزدیک است	نه در دنیا و نه در آخرت
نظیرش قافله و هم خود عیان است	که هر کافورین که در صحر است	این قافله که در صحر است
چون شد پروردگار از او است	چون آن کافورین که ایمان آورد	یعنی حال او چون مرغ خوش
چون کافورین که تو حید از صدف	بسیار در قید ایمان است او را	پس اینجا از کافورین است
که فرق قیدی و آزاد پسید است	بسیار آن که در حال رنج است	چون آن غمگین و غمناک است

و اگر با عکس باشد عکس بهار	نور و نور بنگرین برود و پادشاهی	ایستد بنگرین هر کس که اندر
مستد زین شرط و چون نیست	و اگر بیرون ز قید بندگی شد	شکار فاقه چون من سر به سر
مقدورم کار ایمان می طبع است	که در هر دو جهان کار تو بالا	ای عزیز چون سخن بدینا شد

الکون صورت و انفسه تصدیق و بیداری اینها هم حکمت تیر بیداره دل ویدانی است که سخن غافل
 بسیار مکرر دل سخن پذیرد و کار نا نایبایان غافلان عالم خواب که بیدار حکمتش و مصداقش نیست
 آنچه غفلان نم نامنقص خودی بنیمیران انکار و اعتراف کینیم که پراچنین شوال آنکه نشد
 و میشود و خوابد شد همه فعل و حکمت آن حکیم طاق چون حکمت و فصاحت است که نایبایان
 غافل تصور نم خود نمی بینیم و از نا فهمیها است که میکنند پس صورت و قهی اینست که بصورت
 موزون ادا میشود و قطعه قطعه می شود و صراط مستقیم در بیان فصاحت و حکمتهاست
 حکیم طاق که درین غفلت بیداره نایبایان غافل در نمی آید

حکیم غافل و کامل فهم و کار شناس	بنا نمود مکانات و قصر و باغ و بهار
ز شنیده آینه گلدسته با و تصویر است	بهر کجا که مناسب نمود و بود و بکار
و از بگیند و آلات همیشه نگران	و فرش و کرسی و سند مرتب و تیار
حباب شنیده بجائی و شمع در آن جائی	بجای خود همه گلدسته های مادره کار
بهر طریق که او سلی نمود و خوشن	تمام خانه تیار است از در و دیوار
در آن مکان چو در آمد کدام نایبایان	نصیر شنیده و گلدسته را و دم رقا
چو خورد و پاش بخیری و پاش پاش شاد	بگفت این چه بودی محل بر آه گذار
چه بنیاسب و میوقع است این نوس	که راه رفتن در دم شد است زین شاد
چو باز خیز قدم پیش رفت و خور و شکست	نمود و باز جهان رعیت را من بهار

<p>غرض بیکم نظری خویش کم نظر دار و آینه است بدینگونه حال نامردم کجاست چشم که بیند بریده اوراق چو حکمتش تو ندانی همین بدان بار همین عقیده خود دارد اعتراض کن چو هر آنچه که از دست خویش میاریم پس آنگاه نیست چنان صانع حکیم و عظیم مباحث موردتو آن کان نهد آستین غرض که فعل تو هست آنچه ای حکیم خوش بلی نفس من البته قبر و طلب بود و اما که یکبار در میان من و تو هیچ حال کس از رحمت تو خالی نیست یکجانبست تمنا و خواهش دل من چو آن علاج که مطبوع طبع من باشد یکجانبست خود خلاف خواهش من چو آن دوا که بود تلخ و ناگوار بدل بجزگر خوراند بر لعلی خنده است زهر کردن تو هست بجز نقصانم دوا می خوش مرده را نام کرده ام رحمت</p>	<p>تمام شکوه بیجا بصا العیش هر بار که حکمتش چو نفهم بران گنم انکار که کار صانع مطلق آینه شود و بیکار که هست کار جهان کار سازگار گذار تمام محفلتش دان و غیرتی بردار بدون علتی فانی نباشد آن زینهار غضب که صنعت او را گمان بر هم بیکار زبان کو در کن اعتراف می آید هشیار تمام مصداق و خیر حکمت است بدان خلقت نقوشی ازین معنی است خود بخار صریح تر بود از شیر نفس من از شمار مگر گنی بد و صورت ز رحمت طیار کز آن سرور و مسرت مرا شود بسیار خورم بر غیبت خاطر زبیکه هست گوار بجز و کره حکم عسلان سینه آمار مگر حکیم خوراند شکر و اجسار طبیب را چه ضرر گر نمی خور و بیار کمال رحمت نیست اینکه سبکی اجبار دوا می تلخ بلا و مصیبت و آزار</p>
---	---

چونیک دنگرم هر دو رحمت است دوا
 و دای تلخ بود بلکه نافع از شیرین
 پس آنچه نام بلا کرده ام جویند دواست
 و ز آنچه نام بر جسته بود و لذید دواست
 ز خیر آن خبری داد و گشود هواست
 ز هر چه هست در آن آرزوی نفس تنگ
 خلاف نفس نیست آنچه محض رحمت است
 ولی چه مصاحت آن بقسم من نماید
 که طفل را چه معلوم در بیات حکم
 و اگر کنی تا بهین خبر و تا پیش
 اگر چه جوهر حکم کمال مرحت است
 ولی چه طفل نفی بجای شوم شاد است
 بگرید و چون طفل تابستن شعور
 شود و به طفل تنبیه چو طفل و پیش آرد
 بخواب و غفلت و بازی بسر برم همه بگو
 بجز نغاین و حسرت چه بشود انغم کرد
 غضب که رحمت محض تر از غضب انغم
 هوای نفس نیست آنچه رحمتش دانه
 تمام عمر بر می برم درین غلط

ولی چو نفخ ندانم گشتم ز تلخ انکار
 که آن ز رای طبیب این خواهش بار
 که نفس را بود انکار و نفخ آن بسیار
 که خط نفس بود و یکجا جانب اضرا
 ز شرین به نفسی است شفا
 بنجیر و شر بود آن شنبه با خسر کار
 سوای مصاحت غیر نیست آن زنا
 بلا و قدر نهم نام و جسم شوم ببار
 چه حسب خواهش نفس است ساز و بار
 چو نفخ آن شناسد از آن بگریز
 تمام خواهش نفس سبب مایه اضرا
 نه از سناغ خود اگی بود نه مضار
 در آن زمان بشناسد که چه شاف و خا
 بمنم که یاد هم آخر نمی شوم همیشه
 چه چشم بند شود آن زمان شوم ببار
 در آن زمان که حسرت نمیکشد کار
 بجای شکر کنم شکوه تو لیل و نهار
 بجای گریه نیامم مسرت بسیار
 چه بود که گشتم شوم بر ز شمار

